قد جاءکم من اللہ نور و کتٰب مبین
میلادِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم
مولفہ
مقرر خوش بیاں علامہ ابو الطاہر حفیظ احمد قادری الحسینی
خطیب جامع مسجد رینالہ خورد
ناشر
مکتبہ قادریہ جامع مسجد رینالہ خورد

مؤلفہ
مقرر خوش بیاں علاّمہ ابوالطاہر حفیظ احمد قادری الحسینی
خطیب جامع مسجد رینالہ خورد

ناشر
مکتبہ قادریہ جامع مسجد رینالہ خورد

نام کتاب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ علامہ ابو طاہر حفیظ احمد قادری الحسینی

طابع ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کاتب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ محمد ابدال تلمیذ احافظ الرحیم صدیقی

طبع اول ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ یوم الاحد

حسب فرمائش ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ علامہ سید مشتاق احمد شاہ صاحب میاں پوری

ماسٹر محمد منشا ۔ صاحب ۔ عبد المجید اجمل

تعداد اشاعت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یک ۱۰۰۰ ہزار

قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ناشران ۔ نواز شش علی ناصر فریدی ۔ غلام علی طاہر

محمد عمر ظہیر ۔ شفقت رسول ضیاء

حضرت علامہ سید مشتاق احمد شاہ میاں پوری خطیب جامع مسجد رحمانیہ پنڈی سٹاپ کوٹ لکھپت • لاہور •	ملنے کے پتے	علامہ حافظ نعمت علی سیالوی مکتبہ فریدیہ جناح روڈ (ساہیوال)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جشنِ عید میلاد النبی ﷺ

مُقدّمہ

فاضلِ ذی شان حضرت علامہ سید مشتاق احمد شاہ صاحب میانوالی خطیب جامع مسجد رحمانیہ پنڈی پلاٹ کوٹ شاہ کھیت لاہور

قارئین کرام! مسلمان کا حقیقی سرمایہ عشقِ مصطفیٰ ہی ہے۔ صحابہ کرام کی جاں نثاری ائمہ اور فقہا کے دینی اجتہادات اولیاء کرام کی ریاضتوں کا مرکز عشقِ مصطفیٰ ہی رہا ہے اور ان سب حضرات کی زندگی عشقِ نبی کے محور پہ گھومتی رہی ہے، محبوّ . یہ وہ نام محبوب ہے، جو عرشِ الٰہی پہ مکتوب ہے ؎

ہے جنّت کے اوراق و اشجار پر
لکھا جا بجا نامِ خیر البشر

حضور پرنور کا ذکر پاک ابتداہی سے اہلِ محبت کا محبوب مشغلہ رہا ہے ہر ایک نے اپنے اپنے انداز میں آپ کا ذکر پاک کیا ہے، بعض نے خوش الحانی سے، بعض شعلہ بیانی سے، بعض نے تقریر بعض نے تحریر سے بعض نے نظم اور بعض نے نثر سے ذکر پاک کیا ہے، علاوہ ازیں بعض نے عشق کے تحت اور بعض نے خود نمائی سے۔ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست

بہر حال اپنے اپنے ذکر و فکر کے مطابق ہر ایک نے محبوب خدا کے گیت گائے ہیں، واللہ اعلم میرے محترم اور خاص دوست علامہ قادری صاحب نے کس نیت کے تحت یہ ذکر پاک سپرد قلم کیا ہے

مگر میرا حسن ظن گواہی دیتا ہے ، نہ نہ بلکہ میں باور کرتا ہوں کہ ان کا عشق صادق ہے اس لئے مصر کی اٹّی والی بڑھیا کی طرح انھوں نے بھی اپنا نام محبوب کے ثنا خوانوں میں لکھانے کیلئے قلم اٹھایا ہے (پہلے بھی آپ کا ایک رسالہ "جد مصطفےٰ" کے نام سے منظرِ عام پر آچکا ہے) اب یہ دوسرا رسالہ آپ کے ہاتھ میں ہے ــــــــ حضرات گرامی قدر اس رسالہ میں جوشِ عقیدت کے باوجود ہر بات اور ہر مسئلہ دلائل سے واضح کیا گیا ہے - امید ہے کہ یہ رسالہ قارئین کے عشق میں اضافہ کرے گا۔ بالخصوص اس نجدیت کے پرفتن دور میں - اب شاید آپ کی طبیعت مچل رہی ہو کہ مؤلف رسالہ کی شخصیت کیا ہے تو آیئے میں آپ کا مختصر تعارف کرائے دیتا ہوں: قارئین صاحبان میرے فاضل دوست علامہ ابو طاہر حفیظ احمد صاحب قادری الحسینی مؤلف رسالہ "میلادِ مصطفےٰ" غیر معروف ہستی نہیں آپ ایک شعلہ بیان مقرر کی حیثیت سے اہلِ سنت میں اچھا خاصا مقام رکھتے ہیں آجکل آپ جامع مسجد شریف رینا خورد میں خطیب اعظم ہیں۔

ماشاء اللہ یہ قادری رند جب میخانہ بغداد کا جرعہ پیکر ممبر پر بیٹھتا ہے تو خود بھی عالم کیف میں جھومتا ہے اور سامعین کو اسی بادۂ تیز سے مخمور دیکھنا چاہتا ہے - اس رسالہ میں بھی آپ علامہ قادری کے اندازِ فکر کو محسوس کریں گے ، اگر آپنے حوصلہ افضائی فرمائی تو انشاء اللہ میلادِ مصطفےٰ کا دوسرا حصہ بھی عنقریب آپ تک پہنچے گا۔

اب اللہ تعالیٰ کے حضور تہ دل سے دعاگو ہوں کہ خداوند کریم علامہ قادری صاحب کی عمر دراز فرمائے اور قلم میں برکت دے اور ان کی نذرِ عقیدت بارگاہ رسالت میں شرف قبولیت حاصل کرے آمین۔

نیاز الی اللہ تعالیٰ

۶ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

ابو محمد مشتاق احمد شاہ حنیف نوری [illegible]

انتساب

میلادِ مصطفےٰ حضور صلے اللہ علیہ کی ترتیب میں جس جذبے سے جستجو کی گئی ہے میں اسے اپنے شیخ کامل آفتاب ہدایت مجذوب وحدت پیرِ طریقت رہبرِ شریعت سیّدی و سندی ومولائی مرشدی پیر سیّد علی احمد شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضوریہ قصور شریف کے اسم گرامی بصد احترام و افتخار منسوب کرتا ہوں ۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

سگ درگاہِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

ابوالطاہر حفیظ احمد قادری

الحسینی

خطیب جامع مسجد رینالہ خورد

نعت شریف

ایہ کون آیا جہندے آیاں فضاواں مسکراپیّاں!
ڈبی ہویاں خزاواں وچہ دی نھاواں مسکرا پیّاں

دتا جد جنم بی بی آمنہؓ یتیماں دے والی نوں
لگی ڈھاہ ڈھاہ یتیماں دی نوں ڈھاواں مسکرا پیّاں

چڑھے چاہل خوشی وچہ لڈھیاں پاون ہواواں سب
پکڑ ٹھوڈی توں جد پچھیا ہواواں مسکرا پیّاں

کیتی فریاد کعبے نے مولا بھیج کوئی ہادی!!
ایہہ جد دن آیا کعبے دیاں جاواں مسکرا پیّاں

کیتا سجدہ جد دن کعبے محمدؐ دی اماں نوں
نبی مرسل تے ولیاں دیاں ماواں مسکرا پیّاں

جدوں سجدے دے وچ سوہنے نے امت لئی دعا منگی

تاں اک دوجے نوں یا جھپیاں دعاواں مسکراپیاں

سعادت تے حلیمی نعمتاں ملیاں حلیمہؓ نوں !!

تری ہے کہ محمدؐ نوں تے راہواں مسکرا پیاں

حلیمہؓ کول پہلے فاقیاں ہاواں دا ٹھیکہ سی !!

نبیؐ آیا کرم لایا تے ہاواں مسکراپیاں

ایہہ ظلمت کدہ دنیا دا بنیا بقعہ نوری!

ہویا ظاہر خدا دا نور شعاواں مسکرا پیاں

کیتا حفیظ جد ذکر سوہنے دی ولادت دا

قدم چُمے ملائکہ نے رضاواں مسکرا پیاں!
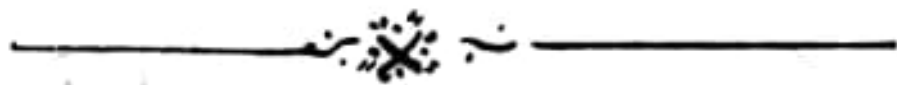
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ
وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ کَانَ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ
وَالطِّیْنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہٖ الطَّاھِرِیْنَ
اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ - اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ
الرَّجِیْمِ ہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَدْ جَاءَکُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ

تحقیق تمھارے پاس اللہ کی طرف ایک نور اور روشن کتاب آ ئی
حضرات گرامی ۔ ربیع الاوّل کا مقدس مہینہ اپنی نورانی سعادتوں کو جلو
میں لئے آغاز فرما چکا ہے ۔ اس ماہِ مبارک کی مبارک ساعتیں اُپنے تابندہ
انوار سے دو عالم کو منوّر فرما رہی ہیں ساکنانِ فرش و عرش محوِ ثنا و ستائش
ہیں اطراف و اکناف میں درود و سلام کے متوالوں کی گونج نغمہ ریز ہے ۔
کائنات کا ذرّہ ذرہ ۔ پتّہ پتّہ ۔ قطرہ قطرہ ۔ گوشہ گوشہ اپنی آغوش میں
ہزار ہا تجلّیات لئے محوِ رقص ہے ۔ وقت کا ہر لمحہ اولادِ آدم کے پیامِ مسرت
کا نقیب و ترجمان ہے ۔ اس ماہ کی ہر ہر ساعت آنکھ کی ٹھنڈک اور ہر ہر

لمحہ دل کو سکون کی لازوال دولت عطا کرتا ہے، انسانی ذہن روحانی کیفیت سے سرشار ہونے کے ساتھ ساتھ علم بہ دارِ اخلاق و انسانیت کی آمد پہ آنکھیں فرشِ راہ کئے ہوئے ہے، یہ بزم آرائیاں یہ محافلِ ذکر یہ مجالسِ ثنا و ستائش صرف اور صرف عرب و عجم کے تاجدار دو جہاں کے والی و مختار محسنِ کائنات حبیبِ خدا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یومِ میلاد کی جاودواں ساعتوں کے حضور نذرانۂ عقیدت ہے۔ اس لئے جب یہ ماہِ منورہ ربیع الاوّل شریف طلوع ہوتا ہے، اہلِ دل کی کلیاں کھل جاتی ہیں، ایمان میں تازگی آجاتی ہے، روح جھوم اٹھتی ہے اور بے ساختہ زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ ؎

غنچے چٹکے گل کھلے چلنے لگی بادِ نسیم
رنگ لائے چہچہے پھر بلبلِ ناشاد کے

میرے باذوق سنی بھائیو۔ اگر کوئی سوال کرے کہ یہ وجد و کیفیت یہ نور و ظہور۔ یہ قدرت کی ضیاپاشیاں، یہ ارواح و قلوب کی سرمستی، یہ گلشنِ ہستی کی چہل پہل ربیع الاوّل میں ہی کیوں؟ کسی دوسرے اور مہینوں میں کیوں نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اس لئے کہ یہ مبارک مہینہ ربیع الاوّل شریف فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا مہینہ ہے، یہ شفیع المذنبین کی تشریف آوری کا مہینہ ہے، اس مبارک مہینہ میں بے یاروں کے یار، بے مددگاروں کے مددگار ہم فقیروں لاچاروں کے مونس و غم گسار، بے قراروں کے قرار، دوجہاں کے والی و مختار، ہم سب کے آقا و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاکدانِ

عالم کو اپنے مبارک قدوم میمنت لزوم سے شرف و عروج عطا فرمایا، رحمتِ باری اس چمنستانِ دہر کو ہزاروں سال سے سنوار رہی تھی، ہزاروں الوالعزم رسولوں کے ذریعے اپنے محبوب کی آمد کا مژدہ سنا رہی تھی۔

حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام تک جس قدر انبیاء علیہم السّلام تشریف لائے سب کے سب اس مقدس رسولؐ کا مژدہ دیتے رہے لاکھوں سال اُن کی آمد کا انتظار رہا بالآخر ہاتف غیبی نے چار دانگ عالم پکار پکار کر کہہ دیا کہ اے عرب و عجم میں رہنے والو، اے ہند و ترک اے سمٰوات و ارضین میں بسنے والو۔ اے عالم کائنات کے باشندو! سُن لو اور غور سے سن لو۔ اس مبارک ماہ میں چاند کی ۱۲ تاریخ کو وہ پھول مہکنے والا ہے جس کی خوشبو دماغ عالم کو تا قیامت مہکاتی رہے گی۔

یہی وہ مولود مسعود ہیں جن کی برکات کا ظہور آسمانوں پر بھی ہوا اور زمینوں پر بھی، فرشتے بھی اس سے فرحاں و شاداں ہیں اور حور و غلماں بھی۔ ان ہی کی برکت سے عالمِ کائنات کی رونقیں ہیں اسی لئے امام اہلِ سنّت مجدّد مائتہِ حاضرہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

ہے انھیں کے دم قدم سے باغِ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہیں

حضور علیہ السّلام کا صدقہ

معلوم ہوا کہ ماہ ربیع الاوّل شریف کی بڑی فضیلت ہے اور یہ ماہ مبارک

تمام مہینوں سے افضل ہے، حتیٰ کہ محرم شریف، شعبان، رمضان شریف سے بھی بڑھ کر باعظمت ہے اس لئے کہ اوقات کی بزرگیاں زمان و مکان کی خوبیاں آقائے دو جہاں صلی علیہ وسلم ہی کی برکات کا نتیجہ ہیں، اگر آپ نہ ہوتے تو ماہِ محرم شعبان، رمضان اور اس کی عظمتیں کہاں ہوتیں۔

اور پھر دوستو! ماہ ربیع الاول شریف کیوں کر افضل نہ ہو جبکہ اس ماہِ مکرم میں تشریف لانے والے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو تمام موجودات کی تخلیق کا باعث ہیں اور تمام کثرتیں آپ ہی کی وحدتِ نور کا پرتو ہیں اگر آپ تشریف نہ لاتے تو نہ رمضان شریف ہوتا، نہ قرآن، نہ ایمان، نہ قبلہ، نہ کعبہ غرضیکہ کسی چیز کا بھی وجود نہ ہوتا یہ سب حضور علیہ السلام کا صدقہ ہے

حدیثِ قدسی

ربِ قدوس نے فرمایا اے میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) لَوْ لَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِيَّةَ[1]۔ اگر تیری جلوہ آرائی مقصود نہ ہوتی تو میں اپنی خدائی کا مظاہرہ نہ کرتا۔ اسی طرح حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام نے بارگاہِ رسالت میں آکر عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا رب فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے تو تمھیں حبیب بنایا ہے اور میں نے اپنے نزدیک تم سے زیادہ برگزیدہ کسی مخلوق کو پیدا نہیں کیا اور میں نے دنیا و جہان کو اسی لئے پیدا فرمایا ہے کہ وہ جان لیں

---

[1] جواہر البحار۔ معارج النبوہ

کہ میرے نزدیک تمھاری کتنی قدر و منزلت اور مرتبت ہے۔ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا سبحان اللہ کیا کسی نے خوب لکھا ہے۔ ؎

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

جناب حضرت علامہ محمد یوسف صاحب نگینہ نے بھی کیا خوب لکھا ہے ؎

ایہہ دھرتی نہ ہوندی نہ اسمان ہوندا جے پیدا نہ عرشاں داں مہمان ہوندا
نہ شمس و قمر کہکشاں نہ ستارے نہ جنت نہ جنت دا سامان ہوندا
ایہہ جلوے ایہہ منظر ایہہ رنگین نظارے محمدؐ دے ہوتے تھیں ہوئے نے سارے
جے پیدا نہ ہوندے محمدؐ پیارے نہ ظاہر کدی آپ رحمان ہوندا

ہستی کا پہلا نقش

معزز سنی بھائیو! ایک اور روایت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی زبانی بھی سنئیے، آپ فرماتے ہیں کہ جب رب کائنات نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پہ مقام کلیمی سے نوازہ تو انھوں نے رب کریم کی بارگاہ میں عرض کیا۔ الہٰی کہ تو نے مجھے ایسی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے کہ مجھ سے پہلے کسی کو ایسا مقام عطا نہیں ہوا۔ رب قدوس نے فرمایا۔ اے میرے پیارے کلیم! ہم نے تیرے دل کو متواضع پایا تو اس مقام سے نوازدیا۔ اب جو آپ کو دیا گیا ہے اس پر شکر کرد

ف ... النبوۃ ۔ نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور زندگی کے آخری لمحات تک میری توحید اور محمدؐ کی محبت پر رہنا۔

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ! محمدؐ کی محبت، تیری توحید کے ساتھ ضروری ہے؟ تو پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا۔

لَوْ مُحَمَّدٌ وَّ اُمَّتُہٗ لَمَا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ وَلَا النَّارَ وَلَا الشَّمْسَ وَلَا الْقَمَرَ وَلَا اللَّیْلَ وَلَا النَّھَارَ وَلَا مَلَکًا مُّقَرَّبًا وَّ لَا نَبِیًّا مُّرْسَلًا وَّ لَا اِیَّاکَ۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی امت نہ ہوتی تو میں جنت، دوزخ، سورج، چاند، رات دن، فرشتے، انبیاء کسی کو پیدا نہ کرتا اور اے موسیٰ تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔

معزز سامعین آپ غور فرمائیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے سوا ساری مخلوق کا ذکر فرمایا ہے، پس ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام اول الخلق ہیں اور ساری کائنات کا واسطہ اور ذریعہ ہیں۔ دائرہ کائنات کا مرکز اور ہستی کا پہلا نقش ہیں۔

اوّل الخلق

حضرات گرامی قدر۔ کاتب ازل نے سب سے پہلا جود بخش نقش رقم فرمایا سب سے پہلے جس ذاتِ اقدس کو ہستی عنایت کی وہ عربی تاجدار دو جہاں کے والی و مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک تھا۔ حدیثِ پاک میں ہے سرورِ کون و مکان علیہ السلام نے فرمایا۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَمِنْ نُّوْرِیْ

نوٹ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نوٹ علیہ السلام

خَلَقَ کُلَّ شَیْئٍ[1] سب سے پہلے رب العزت نے میرا نور بنایا اور میرے نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔ اسی لئے شیخ سعدی قدس سرہ فرماتے ہیں ؎

تو اصلِ وجود آمدی از نخست[2]

دگر ہر چہ موجود شد فرعِ تست

مشہور عارف میاں محمد بخش رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ نے اسی مفہوم کا یہ تخیل پیش فرمایا ہے ؎

نور محمد روشن آہا آدم جد دوں نہ ہویا

اول آخر دوہیں پاسیں اوہو مُل کھلویا

کرسی عرش نہ لوح قلم سی نہ سورج چن تارے

تاروں دی نور محمد والا دیندا اسی چمکارے

اور یہی مفہوم حضرت علامہ عبدالرحمان جامی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح ادا فرماتے ہیں ؎

وصلی اللہ علیٰ نورٍ کزو شد نورہا پیدا

زمیں از حب او ساکن فلک در عشق او شیدا

محمد احمد محمود[4] وے را خالق بستود!

ازو شد بود ہر موجود ازو شد[5] دیدہ ہا بینا

---

[1] معارج النبوۃ، جواہر البحار، مطالع المرات [2] مدارج النبوۃ۔ معارج النبی، الابریز۔ مطالع المرات۔ جواہر [3] بوستان [4] صلی اللہ علیہ وسلم [5] کلیات جامی۔

ترجمہ بھی اب اشعار میں سماعت کیجئے گا۔

سلام اس نور تے جس چوں ہوئے نے نور سب پیدا
زمیں مست اور ہدی الفت وچ فلک دی اوس دا شیدا
محمد احمد و محمود کر کے رب نے وڈیایا
اوسے چوں ہوئی سب خلقت اوسے چو نور اکھیاں دا

حدیث قدسی میں ہے رب العزت فرماتے ہیں۔

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ ۝ [1]

میں چھپا ہوا خزانہ تھا مجھے حُب ہوئی کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے اَلْخَلْقَ (الف لام تعریف کا ہے) یعنی خاص باعظمت ہستی پیدا کی جو حُب کی تجلّی ہے۔ یعنی نبی محترم حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرما۔

سب سے پہلے

سیدنا حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ نے بارگاہِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں عرض کیا۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ عَلَيْكَ وَسَلَّمُ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ! اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْئٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی قَبْلَ الْاَشْیَاءِ

مجھے خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ سید دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا یا جابر! اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ خَلَقَ

---

[1] صید الخاطر مطبوعہ مصر۔ زرقانی۔ نزہۃ المجالس۔ معارج النبوہ

قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ - اے جابرؓ! بے شک اللہ تعالٰے نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی (علیہ السلام) کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر وہ نورِ قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالٰے نے منظور ہوا سیر کرتا رہا اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا، نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا، نہ فرشتہ نہ آسمان تھا۔ نہ زمین تھی نہ سورج تھا، نہ چاند تھا نہ جن تھا اور نہ انسان تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اسی نور سے لوح و قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، حور و غلماں، زمین و آسمان، چاند، سورج، جن و انس، عرش و کرسی، ملائکۃ المقربین حملۃ العرش، نورِ ابصار مؤمنین۔ نور قلوب صالحین۔ معرفت و توحید، کرو بیان عرش ارواح خلائق نعمات دنیا، ارواح انبیاء، شہداء، سعداء سب کی تخلیق ہمارے نور سے کی گئی۔ اے جابرؓ تیرے نبی کے نور کو سب سے پہلے پیدا فرمایا گیا۔

اسی حدیث کو فقیر نے پنجابی اشعار میں نقل بند کیا ہے۔ ؎

وچ مسجد دے بیٹھے حضرت جابرؓ عرض گزاری
توسو ہنا من موہنا سجناں میں واری میں واری
ماں باپ تے کُل گھرانہ واراں دنیا ساری
ویر دا کدھ دے اک گل دا لاتو محبوب غفاری
سب چیزاں توں پہلاں رب نے کیہڑی چیز بنائی
سوہنے یار نے کھول لباں نوں ایہ گل آکھ سنائی
سن بی جابرؓ اسیں اج تینوں ازل دی گل سنائیے
چھپے چھپائے دفتر وچوں راز دی گل بتلائیے

سب مخلوق توں پہلے رب نے میرا نور بنایا!
خالق میرا آپ الٰہی جس میںنوں وڈیایا!
اس ویلے ایہ انبر نہیں سی نہ دریا نہ نالا!
نہ دھرتی نہ دھرتی اتے دھرتی بیجن والا
نہ ایہ سوہنے ساک قبیلے نہ ایہ عرب عجم سی
نہ کوئی عرش معلیٰ جیسی نہ کرسی نہ ایہ قلم سی
نہ سی لوح دی تختی نوری نہ سورج نہ چن سی
نہ وستی نہ وسن والے نہ جنگل نہ بن سی
نہ آسمان نہ اس دے اُتے حوراں دیاں قطاراں
نہ جنت نہ محل منارے نہ سی موج بہاراں
نہ کوئی باغ باغیچہ ہیسی نہ باغاں دے مالی
لامکان اندر اک میں سیا میرا رب والی
پھر خالق نے پیدا کیتی ہر شئی میرے نور دی
لوح قلم تے کل خدائی ہوئی میرے نور ظہور دی

میرے ذوق شوق بھائیو! اس حدیث پاک کو میں نے اختصاراً پیش کیا ہے وگرنہ یہ حدیث کافی طویل ہے اس کو امام عبدالرزاق نے اپنی سند سے مرفوعاً بیان فرمایا ہے۔ امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت بڑے محدث ہیں جو سیدنا امام مالکؒ کے شاگرد رشید ہیں اور امام احمد حنبلؒ کے استاد اور امام مسلمؒ و امام بخاریؒ جیسے محدثین کے استاذ الاستاذ ہیں، اسی لئے ان سے اجلہ ائمہ دین اور جلیل الشان

محدثین نے اپنی اپنی مستند کتابوں میں اس حدیث کو نمایاں مقام پر لکھا ہے۔
اور اس پر اعتماد کیا اور اس سے کتنی ایک مسائل کا استنباط کیا چنانچہ اس حدیث
کو امام بیہقی ۔ دلائل النبوہ ۔ میں امام احمد قسطلانی شارح بخاری ۔ مواہب اللدنیہ
میں اور امام ابنِ حجر مکی ۔ افضل القریٰ میں ۔ علامہ دیار بکری ۔ تاریخ خمیس میں
علامہ زرقانی ۔ زرقانی میں ۔ شیخ محقق محدث دہلوی ۔ مدارج النبوۃ میں ۔
علامہ یوسف نبھانی ۔ انوار محمدیہ میں ۔ علامہ معین الدین ملا کاشفی ۔ معارج
النبوۃ میں بغیر کسی نقد و نظر کے نقل فرمایا ہے۔

اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ جماعت دیوبندیہ کے علماء نے بھی اپنی کتابوں میں
نقل کیا ہے مثلاً مولوی دوست محمد قریشی دیوبندی ۔ منہاج التبلیغ میں اور دیوبندی
مسلک کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب (جس کے
تعارف میں انھوں نے لکھا ہے کہ اس کتاب میں صحیح روایات جمع کرنے کا التزام
کیا گیا ہے) کا آغاز بھی اس حدیثِ پاک سے کرتے ہیں۔ پہلی فصل نور محمدی کے
بیان میں ۔ اس عنوان کے نیچے امام عبد الرزاقؒ کی یہی حدیث صحیح نقل کرکے تبصرہ
کرتے ہیں۔

اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ
جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی
سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے

لہ صفحہ ۶۲

ایک شبہ

حدیث پاک میں من نورہ[1] کے جملہ پر منکرین نور بڑے سیخ پا ہوتے ہیں اور بھولے بھالے عوام اہلِ سنّت کو یہ کہہ کر فریب دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس طرح تو پھر خدا کا نور کم ہوگیا، کیونکہ اس میں سے کچھ حصّے کا محمدی[1] نور بنا دیا گیا۔ جواب یہ ہے کہ نورِ ذاتی سے پیدا ہونے کے یہ معنی ہرگز ہرگز نہیں، کہ معاذاللہ ذاتِ الٰہی ذاتِ رسالت کے لئے مادہ ہے یا ذاتِ الٰہی کا کوئی جزو ذاتِ رسالت میں منتقل ہوا ہے یا ذاتِ الٰہی نے ذاتِ رسالت میں حلول فرمایا ہے۔ بلکہ ہمارا عقیدہ اہلِ سنّت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم تقسیم تجزی سے پاک یا متحد ہو جانے یا حلول فرمانے سے پاک و منزّہ ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ نورِ حقیقی کی تجلّی اوّل اور تعیّن اوّل کا نام نورِ محمّدی رکھا گیا ہے

مصطفٰے آئینہ روئے خدا است ۔۔ منعکس در وے ہمہ خوئے خدا است

حضور پاک علیہ السّلام کی ذات گرامی آئینہ حق نما ہے جس میں صفاتِ الٰہیہ اور تجلیات ربانیہ جلوہ گر ہیں، ہاں خاکم بدہن حلول واتحاد کا تخیل نہ پیدا کر لیا جاوے کیونکہ آئینہ میں اصل خود حلول نہیں کرتا اس کا عکس اور ظل جلوہ گر ہوتا ہے پس اصل اپنی ہی جگہ ہے اور ظل اپنی جگہ۔ وہاں وجود اصلی ہے یہاں ظلی۔ وہاں

---

[1] صلی اللہ علیہ وسلم

حقیقت ہے یہاں مجازہ ۔ اور صرف آپ نورِ حقیقی سے بلا واسطۂ غیر نورانیت اور کمالات سے مستفیض ہوئے اور باقی سارا جہاں حضور پُر نور کی تجلّیات کا عکس اور منظہر ہے۔

مِن نُورِہٖ

مِنْ نُوْرِہٖ میں اضافت بیانیہ ہے اور یہ تشریف و تفخیم اور تعظیم و تکریم کے لئے ہے جیسے ناقۃ اللّٰہ ۔ بیت اللّٰہ، روح اللّٰہ میں اضافت عزت و شرافت کے لئے ہے، قرآن پاک کے اس لفظ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ میں کیا کوئی شخص اس کا قائل ہو سکتا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ روح آدم علیہ السلام کی روح کے لئے مادہ یا اس کی جزء بنی؟ نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ سب یہی سمجھتے ہیں کہ ناقہ، بیت، روح کی اضافت صرف مضاف اور منسوب کی عزت و شرافت کے لئے ہے۔

آدم سے پہلے

حضرت عبداللّٰہ بن عباس و حضرت ابوہریرہ رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہم فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللّٰہ اجمعین نے عرض کیا۔ یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم آپ کے لئے نبوت کب ثابت ہوئی؟

قَالَ کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ[۱] ۔ فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم

---

[۱] ترمذی، بخاری، مشکوٰۃ ۔ مدارج النبوۃ ۔ نشر الطیب

علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے (یعنی ان کے تن میں ابھی جان بھی نہ آئی تھی)
ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ قَالَ کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ الْمُنْجَدِلٌ فِی طِیْنَتِہٖ[1] ۔ فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا۔

حضرت زین العابدینؓ سے روایت ہے وہ اپنے باپ حضرت امام حسینؓ اور وہ ان کے جد امجد یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَبِّیْ قَبْلَ اٰدَمَ بِاَرْبَعَۃَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ[2] ۔ کہ آقائے دوجہاں علیہ السلام نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اس حدیث کو لکھنے کے بعد تبصرہ کرتے ہیں کہ اس عدد میں کم کی نفی ہے زیادتی کی نہیں، پس اگر زیادتی کی روایت نظر پڑے شبہ نہ کیا جاوے ۔

غیر مقلدین کے سردار مولوی حافظ محمد صاحب لکھو کے اپنی تفسیر محمدی میں فرماتے ہیں ؎

اوّل نام نبی دا گنیا فضل تے شرف ودھایا
جو وجہ پیدائش اوّل خلقیا پچھے دنیا آیا

---

[1] بیہقی ۔ مدارج النبوۃ، نشر الطیب [2] زرقانی، نشر الطیب، معارج النبوۃ

غیر مقلدین کے ایک اور مولوی صمصام صاحب لکھتے ہیں ؎

کی کن دیاں منزلاں پہلیاں سن جدوں میرے محبوب دی لوئی ہوئی سی

کیتا ختم کل رسالتاں نوں مٹی آدم دی اجے نہ گوئی ہوتی سی

جنہدی وچہ بائبل پیش گوئی ہوئی سی

صمصام مردہ زمین نوں بھاگ لگے جہڑی مدتاں دی اگے موئی ہوئی سی

ان احادیث مبارکہ سے صراحتاً ثابت ہوا کہ باعثِ ایجادِ دوعالم حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک ہے اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ نیز ان احادیث میں غور و فکر کرنے سے آپ کی بشریت مطہرہ کا مسئلہ بھی بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے۔ سب مسلمان جانتے ہیں کہ بشریت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کوئی بشر نہ تھا مگر آپ تھے اور کیا تھے؟ اس کے متعلق خود آپ کے ارشادات مبارکہ گزشتہ سطور میں مذکور ہو چکے ہیں کہ آپ نور تھے۔

ثابت ہوا کہ جس نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری کائنات سے پہلے پیدا کیا گیا وہی نور تمام انبیاء کرام کے بعد بشریت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں جلوہ گر ہوا۔ بلاشبہ آپ بھی بشر ہیں مگر آپ کی بشریت مطہرہ بے مثل اور بشریت کے ہر عیب و نقص سے پاک اور مبرا ہے

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بباید دانست کہ خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست

لہ الذکر الحسین

بلکہ بخلقے ہیچ فردے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نشاد عنصری از نور حق جل وعلیٰ مخلوق گشتہ است کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام خُلِقتُ مِن نُورِ اللہ۔ جاننا چاہیئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش دوسرے انسانوں کی طرح نہیں ہے بلکہ عالم کے تمام افراد میں سے کوئی فرد بھی پیدائش میں اُن سے کسی طرح کی مناسبت نہیں رکھتا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نشاء عنصری کے اللہ جل وعلیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ تعالےٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا عقیدہ

سراج الامت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ وہ فرماتے ہیں۔ ؎

أَنْتَ الَّذِي لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ

كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرَى لَوْلَاكَا

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ وہ ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا، بلکہ آپ نہ ہوتے تو تمام مخلوق پیدا نہ ہوتی۔

أَنْتَ الَّذِي مِنْ نُورِكَ الْبَدْرُ اكْتَسَى

وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُورِ بَهَاكَا

لہ مکتوبات شریف جلد سوم

آپ وہ ہیں کہ چودھویں رات کا چاند آپ کے نور سے منور ہوا اور آپ ہی کے جمالِ باکمال سے سورج روشن ہے۔

تشریحِ آیت

قرآنِ پاک میں ربِ قدوس نے فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت و میلاد پاک کا اکثر جگہ ذکر فرمایا ہے جس آیت کو میں نے موضوعِ سخن بنایا ہے اب اس کی مختصر تشریح سماعت فرمائیے۔

ربِ کریم نے ارشاد فرمایا قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ[1] تحقیق تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب آئی اس آیت کریمہ میں اکابرینِ اہلِ سنّت کے نزدیک نور کا مصداق ذات مصطفےٰ علیہ السلام اور کتاب سے مراد قرآنِ پاک ہے ، جمہور مفسرین اور مشاہیر محدثین نے اپنی اپنی تفاسیر[2] کے اندر تصریح فرمائی ہے کہ نور سے مراد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب سے مراد قرآن پاک ہے ۔ نور اور کتاب کے درمیان واو عاطفہ موجود ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ ان دونوں سے مراد الگ الگ وجود ہوں کیونکہ معطوف اور معطوف علیہ میں مغایرت مسلّمہ حقیقت ہے ، مثلاً جَآءَ حَامِدٌ وَّمَحْمُوْدٌ حامد اور محمود آیا ۔ حامد اور محمود دو الگ الگ وجود ہیں دونوں کی مصداق ایک ذات نہیں اسی طرح یہاں بھی نور اور کتاب دو علیحدہ علیحدہ وجود ہیں جس کا مصداق الگ الگ

---

[1] سورۃ مائدہ رکوع ۶ [2] تفسیر کبیر ۔ ابن جریر ۔ روح المعانی ۔ خازن ۔ جلالین ۔ بیضاوی ۔ روح البیان ۔ حسینی ۔ صاوی ۔ موضح القرآن ۔

ہے اسی آیت کریمہ کے تحت حضرت علامہ اسماعیل حقی[1] رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے حضور علیہ السّلام کا نام نور رکھا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نُور قدرت سے جو چیز سب سے پہلے پیدا فرمائی وہ حضور علیہ السلام ہی کا نور ہے جیسے کہ حضور علیہ السّلام نے خود فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نُور کو پیدا فرمایا۔

دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی امداد السلوک میں فرماتے ہیں۔

حق تعالیٰ در شان حبیب خود صلی اللہ علیہ وسلّم فرمود کہ البتہ آمدہ نزدِ شما از طرف حق تعالیٰ نُور وکتاب مبین و مُراد از نُور ذات پاک حبیب خدا ہست و نیز او تعالیٰ فرماید کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تبرا شاہد و مبشر و نذیر و داعی الی اللہ تعالیٰ و سراج منیر فرستادہ ایم و منیر روشن کنندہ و نور دہندہ را گویند پس اگر کسے را روشن کردن از انسانان محال بودے آں ذاتِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم را ہم ایں امر میسّر نیامدے کہ ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلّم ہم از جملہ اولاد آدم علیہ والسلام اند مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذاتِ خود را چناں مطہّر فرمود کہ نور خاص گشتند و حق تعالیٰ آں جناب سلامُہٗ علیہ را نُور فرمود و بتواتر ثابت شد کہ آنحضرت عالی صلی اللہ علیہ وسلّم سایہ نداشتند و ظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل می دارند۔

حق تعالےٰ اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں ارشاد فرمایا کہ پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آیا اور کتاب مبین آئی اور نُور سے مراد حضرت

---

[1] تفسیر روح البیان ص۳۶۵ ج۱۔

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبیؐ! ہم نے آپ کو شاہد و مبشر و نذیر اور داعی الی اللہ تعالیٰ اور سراج منیر بنا کر بھیجا ہے اور منیر روشن کرنے والا اور نور دینے والے کو کہتے ہیں پس اگر انسانوں میں سے کسی کو روشن کرنا محال ہوتا تو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے لئے یہ امر میسر نہ ہوتا کیونکہ حضور علیہ السلام کی ذات گرامی بھی جملہ اولاد آدم علیہ السلام سے ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات پاک کو ایسا پاک بنا لیا کہ نور خالص ہو گئے اور حق تعالےٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہ رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔

دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے مولوی صاحبان جو دن رات گلے پھاڑ پھاڑ کر مذہب حقہ اہل سنت کو کافر مشرک بدعتی بناتے رہتے ہیں گنگوہی صاحب اپنے پیشوا کی اس عبارت پر غور کریں اور دیکھیں کہ مذکورہ عبارت میں انھوں نے پانچ باتیں فرمائی ہیں۔

۱۔ یہ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا نور ہیں۔

۲۔ یہ کہ آیت کریمہ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ میں نور سے مراد آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۳۔ یہ کہ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صرف نور ہی نہیں بلکہ منیر یعنی نور گر ہیں۔ کہ اپنے متبعین غلاموں کو نور بنا دیتے ہیں۔

ؐ صلی اللہ علیہ وسلم

۴ ۔ کہ آپ نورِ خالص ہو گئے تھے ۔

۵ ۔ یہ کہ تواتر سے ثابت ہے کہ آپ کا سایہ نہ تھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نور تھے۔

اب کسی دیوبندی کو حق نہیں پہنچتا کہ ان پانچ چیزوں کا انکار کرے کیونکہ ان کے پیشوا گنگوہی صاحب نے سب کچھ مان لیا ہے۔

بے مثل بشریت

مذکورہ بالا دلائل و براہین سے ثابت ہوا کہ ربِ قدوس نے فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت اپنے ذاتی نور سے فرمائی ہے اور پھر اس نورِ پاک کو پاکیزہ بشریت اور مطہرہ جسمانیت کا لباس پہنا کر انسانوں کی رہبری اور رہنمائی کے لئے عالمِ شہادت میں مبعوث فرمایا یعنی ہم اہلِ سنت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ فرشتوں کی طرح نورِ محض تسلیم کرتے ہیں اور نہ منکرینِ شانِ نورانیت کی مانند اپنے جیسا بشر مانتے ہیں، یعنی آپؐ اپنی بشریت میں بھی بے مثل ہیں۔ آپ کی بشریت اور انسانیت عام انسانوں کی طرح نہیں اور آپؐ کو اپنے جیسا بشر کہنا اور آپؐ کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کرنا صریح گمراہی و بے دینی ہے۔

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت فرشتوں سے زیادہ روشن اور پاکیزہ ہے اور آپ کی بے مثل بشریت ملائکہ کی ملکیت سے افضل و اعلیٰ اور برتر و بالا ہے جو ہر طرح کی بشری کثافتوں اور ہر قسم کی نجاستوں ۔ غلاظتوں اور تاریکیوں سے قطعاً پاک اور

ا ۔ یعنی ۔ صلی اللہ علیہ وسلم

طیب و طاہر ہے۔ قدرت الٰہیہ نے اپنے محبوب علیہ السّلام کو صورت و سیرت، جسم و روح اور ظاہر و باطن کے اعتبار سے خوبی و کمال اور حسن و جمال کا معیار آخر، بناکر بزم کائنات میں بھیجا تھا، بے شک رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلّم کے باطن کی نورانیت ہی نہیں ظاہر کی بشریت بھی بے نظیر و بے مثال تھی۔ انسان کے حسن و جمال اور زیبائی و رعنائی کی جہاں انتہا ہوتی ہے، محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کے حسن و زیبائی اور خوبی و رعنائی کا وہاں سے آغاز ہوتا ہے۔ ؎

رُخ مصطفےٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکانِ آئینہ ساز میں

لباس بشریت کی وجہ

خداوندِ ذوالجلال نے اپنے پیارے محبوب علیہ السلام کی خلقت اپنے نور سے فرماکر بشری لباس میں اس لئے مبعوث فرمایا تاکہ انسان رشد و ہدایت کی دولت سے سرفراز ہوسکیں اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے حقیقی حسن و جمال میں جلوہ گر ہوتے تو انسان نہ صرف فیض و برکت سے بلکہ دیدار پُرانوار کی سعادت سے بھی محروم رہتے جیسا کہ شیخ محقق محدّث دہلوی نے مدارج النبوۃ جلد اوّل، حضرت ملا علی قادری محدّث جمع الوسائل بشرح الشمائل و علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ آنحضرت کا تمام حسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں ہوا یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے ورنہ ہماری آنکھیں آپ کے دیدار کی طاقت نہ رکھتیں۔

؎ صلی اللہ علیہ وسلّم

صوفیائے کرام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اکثر لوگوں کو حاصل ہے، مگر رسولِ پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت تامہ کسی کو بھی حاصل نہیں اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بشری حجاب ان کی آنکھوں کے لئے پردہ ہے یعنی آپ کا بشری لباس آپ کی حقیقت نفس الامری ظاہر نہیں ہونے دیتا مندرجہ بالا حقیقت کو خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں[۱] ارشاد فرمایا۔

یَا اَبَا بَکْرٍ لَمْ یَعْرِفْنِیْ حَقِیْقَۃً غَیْرُ رَبِّیْ۔ اے ابو بکر[۱] مجھے جیسا حقیقت میں میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا۔

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو

حضرت علامہ محمد یار صاحب رحمۃ اللہ علیہ گڑھی والے فرماتے ہیں ؎

حقیقت محمدؐ دی پا کوئی نہیں سکدا
اِتھاں چپ دی جاوے اُلا کوئی نہیں سکدا
شریعت دے جھگڑے اساں چھوڑ بیٹھے
عشق والا جھگڑا چھوڑا کوئی نہیں سکدا

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں ؎

رہا جمال پہ تیرے حجابِ بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

---

[۱] رضی اللہ تعالیٰ عنہ
[۲] سراج المنیر صفحہ ۱۲

ستّر ہزار پردہ

دو جہاں کے والیؐ مختار مدینے کے تاجدار محمد پاک صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں[1] جب تشریف لائے تو آپ نے فرمایا اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَکُلُّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُوْرِیْ[2] میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے تو حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ[3] طیبہ، طاہرہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرماتے ہیں کہ تمام مخلوق میرے نور سے ہے تو پھر یوسف علیہ السّلام کا نور و حسن آپ سے ظاہرًا زیادہ کیوں مشہور ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے حمیرا[4] حضرت یوسف علیہ السلام کا نور و حسن ظاہر تھا اور میرے نور اور حسن پر ستّر ہزار پردے اللہ تعالیٰ نے ڈالے ہوئے ہیں۔ اگر ربّ العزّت میرا نور ظاہر کر دے تو چاند سورج سب چھپ جائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ[5] نے عرض کی اے میرے آقا۔ ایک پردہ اٹھا کر مجھے اپنی اصلی صورت کا ذرا نظارہ تو کرائیں تو ربِّ کائنات نے فوراً جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اے جبریل[6] جلدی جا اور محبوب علیہ السّلام کے چہرہ انور سے تھوڑا سا ایک پردہ اٹھا تاکہ محبوب[7] کی محبوبہ[8] محبوب کا حسن دیکھ لے بحکم جلیل جبریل حاضر خدمت ہوئے اور ایک پردہ چہرہ انور سے اٹھایا تمام المومنین اس نور کی تاب نہ لا سکیں تو فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ گھبرائیں نہیں یہ میرا نور ہے اگر اللہ تعالیٰ میرا نور ظاہر کر دیتا تو زمین پر کوئی چیز قائم نہ رہتی۔

---

[1] روض[illegible] باب، [2] مدارج النبوۃ [3] رضی اللہ تعالےٰ عنہا [4] علیہ السّلام [5] صلی اللہ علیہ وسلم [6] رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

یہی واقعہ غیر مقلدین کے سردار مولوی عبدالستار کی زبانی سنیئے ؎

ستر ہزاراں پردہ اس پر جس قدرت قادر پایا
اپنا دوست ہر اک تائیں نہیں سی رب وکھایا
وچّوں انگ تمیں ہک پردہ جس دن دور کیتا سی
حجرے اندر دوھ تجلّے تمیں جلوہ نور پیا سی
عائشہ خاتون تاب نہ جھلی جدوں پیا چمکارا
حضرت آکھیا خوف نہ کر توں میرا انور پیارا
جے کر میرا انور خداوند ظاہر کر دکھلاوے
کس نوں طاقت کول کھلوے دیکھ حیاتی پاوے
عبدالستار انور محمدؐ دی جے کر ظاہر تھیندا
تاں کوہ طور پہاڑے وانگوں اڈدا طبق زمین دا

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عجیب وغریب خواب اپنی کتاب دُرالثمین فی مبشرات النبی الامین میں نقل کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن وجمال کا یہ عالم تھا کہ مصر کی دوشیزاؤں نے عالم وارفتگی میں اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے مگر جنابؐ کو دیکھکر کسی پر ایسی کیفیت طاری نہیں ہوتی۔ یہ کیا بات ہے۔

فَقَالَ النَّبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ جَمَالِیْ مَسْتُوْرٌ عَنْ اَعْیُنِ النَّاسِ غَیْرَۃً مِنَ اللّٰہِ

---

[۱] صلی اللہ علیہ وسلم

عَزَّ وَجَلَّ۔ وَلَوْ ظَهَرَ لَفَعَلَ النَّاسُ اَكْثَرَ مَا فَعَلُوْا حِيْنَ رَاَوْ يُوْسُفَ۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبدالرحیم۔ اللہ تعالیٰ نے غیرت کی وجہ سے میرا حسن و جمال لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا ہے۔ اگر میرا حسن وجمال آشکارا ہو جائے تو لوگوں کا حال اس سے بھی زیادہ ہو جو یوسف علیہ السّلام کو دیکھ کر ہوا۔

حضرات گرامی قدر۔ اس کے باوجود کہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مستور رہے پھر بھی لباس بشریت پر نورانیت غالب تھی اس کے لئے بے شمار دلائل موجود ہیں مگر میں طوالت کے خوف سے صرف حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول پیش کر کے اکتفا کرتا ہوں حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لَمَّا نَظَرْتُ اِلٰی اَنْوَارِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَضَعْتُ كَفِّيْ عَلٰی عَيْنِيْ خَوْفًا مِنْ ذَهَابِ بَصَرِيْ[1] جب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو ملاحظہ کرتا تو اپنی آنکھوں پہ دونوں ہاتھ رکھ لیتا تاکہ میری نظر سلب نہ ہو جائے ؎

اِک نظر دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

تخلیق آدم علیہ السّلام

خلائقِ کائنات نے جب حضرت آدم علیہ السّلام کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا اور پھر اسی ارادہ کو سب سے پہلے فرشتوں کے سامنے ظاہر کیا۔

---

[1] حجۃ اللہ علی العالمین صـ ۱۴۹

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ؕ

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ بیشک میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

خدا تعالٰی کے اس اعلان پر فرشتوں نے عرض کیا۔

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ

کیا ایسے کو خلیفہ بنائے گا جو ان میں فساد پھیلائے گا اور خون ریزیاں کرے گا اور ہم تسبیح کرتے ہیں تیری تعریف کے ساتھ اور پاکی بولتے ہیں واسطے تیرے۔

تو رب قدوس نے فوراً جواب میں فرمایا۔

اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ بے شک میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے یعنی میں خوب جانتا ہوں کہ اگر ان کے درمیان کچھ مفسد اور بُرے، کافر بے ایمان بے ادب بھی ہوں گے تو ان میں نیک اور مصلح بھی ہوں گے، ان میں خلیل، ذبیح نجی، کلیم حبیب جیسے انبیاء علیہم السّلام بھی ہوں گے جو گناہوں سے معصوم اور محفوظ ہونگے جن کی رشد و ہدائت کے سامنے فسادیوں کے دامن کی گردش بھی نہ آسکے گی۔

اس کا ترجمہ بھی فقیر حقیر پُر تقصیر نے پنجابی اشعار میں کیا ہے جو عوام الناس میں مٹی دی مٹھ کے نام سے مشہور ہیں سماعت فرمایئے گا۔

رب کیہا فرشتیاں نوں کر کٹھا تساں مٹی چوں لاونی ایں مٹی دی مٹھ
اساں مٹی چوں بندہ تیار کرنا نالے خوب پھباونی ایں مٹی دی مٹھ
مٹی وچوں لیکے مٹی مٹی اتے اپنا نائب بناونی ایں مٹی دی مٹھ

معرفت حقیقت دے وے موتی نال عشق سجاؤنی ایں مٹی دی مٹھ

اگوں کیہا فرشتیاں نے بول یکدم ربا کی بناوے گی مٹی دی مٹھ

جہڑی ہے وچارڑی مٹی دی مٹھ کی کھٹی کھٹاوے گی مٹی دی مٹھ

کیا اسیں عبادت نوں ہاں تھوڑے ہور کہڑی تسبیح کھڑکاوے گی مٹی دی مٹھ

مولا ایہ فسادی فساد کرسی نالے خون بہاوے گی مٹی دی مٹھ

رب آکھیا تسیں کی جان دے اودھرتی اجڑی وساوے گی مٹی دی مٹھ

جہڑی دھرتی ویران بے جان وسدی جنت وانگ بناوے گی مٹی دی مٹھ

تساں کرنیاں خدمتاں ایسں دیاں ایسا رنگ جماوے گی مٹی دی مٹھ

دردمنداں دے درداں دی مرہم بن کے پٹی درداں تے لاوے گی مٹی دی مٹھ

تسیں سدرہ توں آنا نہیں جاسکدے عرشوں پار لنگ جاوے گی مٹی دی مٹھ

میرے نام دی صرف بلندیاں لئی اپنا سیس کٹاوے گی مٹی دی مٹھ

جدوں چخہ نمرود دی بلن لگی چھال مار بجھاوے گی مٹی دی مٹھ

چھری رکھ کے گلے اسماعیل اتے ہتھ حد نوں پاوے گی مٹی دی مٹھ

جہڑا کسی توں وی نہ گیا چکیا میرا بھار اٹھاوے گی مٹی دی مٹھ

اودوں تساں وی فلک تے شور پاؤنا جدوں نیزے چڑھ قرآن سناوے گی مٹی دی مٹھ

اصغرؑ اکبرؑ جیہے بچے قربان کرسی ضرباں شمر دیاں کھاوے گی مٹی دی مٹھ

بیڑا اپنا روہڑ کے وچہ کربل ڈبدا دین بچاوے گی مٹی دی مٹھ

حفیظ غلامیاں مٹی نوں دے دتیاں میرا نائب کہلاوے گی مٹی دی مٹھ

جبرئیل زمین پر

اس کے بعد خالقِ کائنات نے حضرت جبرئیل علیہ السّلام کو حکم فرمایا کہ تمام روئے زمین سے ہر قسم کی سیاہ، سفید، سُرخ، کھاری، میٹھی، نرم، سخت، خشک، تر ایک مٹھی خاک اٹھا لاؤ۔ حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے زمین پہ آکر خاک اُٹھانی چاہی زمین نے سبب پُوچھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے سارا واقعہ بیان کیا زمین نے عرض کیا کہ میں اس سے خدا کی پناہ پکڑتی ہوں کہ تو مجھ سے خاک اُٹھا کر انسان بنائے جس کی وجہ سے میرا کچھ حصّہ جہنّم میں پہنچے۔ حضرت جبرئیل خالی واپس آ گئے اور عرض کہ خدایا زمین نے تیری عزّت کی پناہ پکڑی میں تیرے نام اور عزّت کے اَدب سے اس سے خاک نہ اُٹھا سکا، حق تعالےٰ نے پھر حضرت اسرافیل و میکائیل کو باری باری بھیجا۔ مگر وہ بھی اسی طرح واپس آ گئے۔

ملک الموت

آخر میں حضرت عزرائیل علیہ السّلام بھیجے گئے انھوں نے زمین کی ایک نہ سنی بلکہ فرمایا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کے حکم کا تابعدار ہوں تیری عاجزی اور گریہ زاری کی وجہ سے ربّ العزّت کی اطاعت نہیں چھوڑ سکتا اسی لئے ان کو جان نکالنے کا کام سپرد کر دیا گیا ہے کہ تم نے ہی اس خاک کو زمین سے الگ کیا ہے اور تم نے ہی اس کو ملانا ہے۔

قصہ مختصر اسی خاک سے خالقِ کائنات نے حضرت آدم علیہ السّلام کا خوبصورت

تپلا بنایا اور اس میں اپنی روح پھونکی اور اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ان کی پشت میں بطور امانت رکھا جس کی وجہ سے انکی پیشانی آفتاب وماہتاب کی طرح چمکنے لگی۔

آدم علیہ السلام مسجودِ ملائکہ

میرے باذوق سنی بھائیو! جب نورِ مصطفےٰ [۱] آدم [۲] کی پیشانی میں چمکا تو خالقِ کائنات نے سب فرشتوں کو حکم دیا کہ اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو فَسَجَدُوْا اِلَّآ اِبْلِیْس ملائکہ نے تعمیل ارشاد میں سر خم کر دیئے۔ سوائے ابلیس کے ابلیس لعین نے اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۝ متکبر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔ تو حکم ہوا فَاخْرُجْ اِنَّکَ مِنَ الصّٰغِرِیْنَ ۝ (پ ۸ ع ۹) نکل جا ذلیل کہیں کا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ وَّاِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ (پ ۲۳ ع ۴) تو مردود ہے اور بیشک قیامت تک تجھ پر میری لعنت برستی رہے گی۔

اور جنھوں نے سجدہ کیا تھا ان کو اللہ تعالیٰ نے درجات بلند عطا فرمائے۔

حضرات گرامی قدر۔ حضرت علامہ امام فخر الدین رازیؒ اپنی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ اس لئے ہوا کہ کَانَ فِیْ جَبْهَتِهٖ نُوْرُ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیشانی میں محمد پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا۔

سبحان اللہ۔ امام اہلسنت مجدد مائۃ حاضرہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا خوب لکھا ہے۔

---

[۱] صلی اللہ علیہ وسلم [۲] علیہ السلام

امام حسن کا فرمان

یہی امام سخاوی فقیہہ محمد بن سعید خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔

مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مَرْحَبًا بِحَبِيْبِيْ وَقُرَّةِ عَيْنِيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُقَبِّلُ اِبْهَامَيْهِ يَجْعَلُهُمَا عَلٰى عَيْنَيْهِ لَمْ يَعْمَ وَلَمْ يَرْمَدْ۔[1]

جو شخص مؤذن سے اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر کہے مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پہ رکھے تو وہ کبھی اندھا نہ ہو اور نہ اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

اس کے علاوہ بے شمار روایات پیش کی جا سکتی ہیں مگر اختصاراً اسی تین روایات پر قناعت کرتا ہوں، مندرجہ بالا عبارات سے نتیجہ یہ نکلا کہ اذان وغیرہ میں انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا مستحب ہے، حضرت آدم علیہ السّلام، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنّت ہے فقہاء، محدثین، مفسرین۔ وآئمہ شافیہ، مالکیہ، نے اس کے استحباب کی تصریح فرمادی ہے اب اس کو بدعت یا حرام کہنا محض جہالت اور تعصّب ہے، جب تک کہ ممانعت کی صریح دلیل نہ ملے اس کو منع نہیں کر سکتے ؛؛

---

[1] ۔ المقاصد الحسنہ ص۳۰۴

آدم علیہ السلام جنت میں

حضرت آدم علیہ السلام بحکم خدا تعالےٰ جنت میں رہنے لگے

اور ان کی تسکین قلب کے لئے سیدہ حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی پیدا فرمایا اور ساتھ یہ آرڈر بھی فرما دیا گیا کہ

لَاتَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اس درخت کے قریب نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں سے ہو جاؤ گے۔

حضرات گرامی قدر! ایک بات عرض کردوں آپ یہ جانتے ہیں کہ بہشت سے باہر آنے میں ہی تو ایک راز پوشیدہ تھا کہ جب تک باہر نہ آئیں زمین پر خلیفہ کس طرح بنائے جا سکتے تھے اور اس پر خالق کائنات کا ارشادِ گرامی شہادت کے طور پر موجود کر

نَسِیَ اٰدَمُ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ہ

آدم علیہ السلام بھول گئے اور ہم نے ان کے دل میں گناہ کا ارادہ نہیں پایا تھا۔............................

حضرت آدمؑ جنت سے فرش زمین پر

جنت میں خالق کائنات نے حضرت آدم علیہ السلام و سیدہ حوا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو ہزار ہا انعام و اکرام سے نوازا اس خدائی اعزاز پر ابلیس لعین حضرت آدم علیہ السلام و سیدہ حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حسد کرنے لگا مختصراً یہ کہ ابلیس لعین نے حضرت آدم و حوا کو وسوسہ میں مبتلا کر دیا اور جنت سے نکلوا دیا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو اپنے کیے پر بہت پریشان تھے ۳۰۰ برس تک سر جھکا ئے

ع علیہ السلام ؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔

ندامت کے آنسو بہاتے رہے اور پڑھتے رہے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ یہاں تک کہ رب قدوس نے۔ قبول توبہ کی بشارت عطا فرمائی

فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے جن کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے ان کی توبہ قبول کی بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے .... وہ کلمے کیا تھے ۔؟

وسیلہ مصطفٰے

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ وہ کلمے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا الخ الآیۃ تھے لیکن تفسیر عزیزی ۔ تفسیر خزائن العرفان ۔ تفسیر روح المعانی ۔ تفسیر روح البیان نے طبرانی حاکم ۔ ابو نعیم ۔ اور بیہقی کی روایت نقل کی ہے ۔ کہ سیدنا حضرت عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ حضور فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی پریشانی انتہا کو پہنچ چکی تو انہوں نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کیا ۔

يَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَ لِىْ

اے میرے رب تجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے .... اللہ تعالیٰ نے فرمایا كَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا ؟ ابھی تو میں نے ان کو بشرًا پیدا ہی نہیں کیا ۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار جب تو نے

مجھ کو اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنے سر کو اٹھایا اور عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط

پس میں نے جان لیا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہے وہ تجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا بے شک وہ ساری مخلوق سے زیادہ مجھے محبوب ہیں اور جب تو نے ان کے وسیلے سے بخشش چاہی تو میں نے تجھ کو بخش دیا۔

ولولا محمد ما خلقتک اور اگر وہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا۔ حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب فرمایا ہے

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا!

یعنی اگر حضرت آدم علیہ السلام سرورِ کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کو اپنا شفیع نہ بناتے اور حضرت نوح علیہ السلام اپنی کشتی کے ماتھے پر محمد رسول اللہ طغریٰ نہ تحریر فرماتے تو نہ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا توبہ قبول ہوتی اور نہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان کی موجوں سے ساحل نجات پہنچتی۔

معزز و با ذوق سنی بھائیو! آپ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہونے کا واقعہ سنا اس سے چار مسائل حل ہوئے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مدارج نبوت۔ معارج النبوۃ۔ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۔ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کی غائبانہ امداد فرمائی۔
۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی مشکل کشا ہے۔
۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا شرک نہیں۔
۴۔ اللہ تعالےٰ اپنے پیاروں کے توسل سے دعا جلدی قبول فرماتے ہیں۔

ہمارا نبیؐ حاجت روا ہے

فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور قرآن پاک کے نازل ہونے سے پہلے یہودی اپنی حاجات کے لئے آپ کے نام پاک کے وسیلے سے دعا کرتے تھے اور کامیاب ہوتے تھے۔ جس کی تصدیق رب العزت نے قرآن پاک میں فرمائی۔

وَكَانُوا مِن قَبْلُ ۔ اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ
يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا ۔ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

حضرات گرامی قدر۔ مدینہ اور خیبر کے یہودی اور مشرکین عرب بنی اسد و بنی قطفان کے درمیان کئی دفعہ لڑائی ہوئی مگر یہودیوں کو ہر دفعہ شکست ہوئی باالآخر انھوں نے تنگ آکر اپنے علماء سے رجوع کیا جو اکثر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا کے خطبے پڑھتے تھے۔ تو علماء نے ان کو یہ دعا یاد کرائی اور کہا کہ جنگ کے وقت اس کا ورد کرو انھوں نے اس پر عمل کیا اور ہمیشہ فتح پاتی رہا یہ تھی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِحَقِّ اَحْمَدَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ وَعَدْتَنَا اَنْ تُخْرِجَهٗ لَنَا فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ وَبِكِتَابِكَ الَّذِيْ تُنَزِّلُ عَلَيْهِ اٰخِرَ مَا يُنَزَّلُ اَنْ تَنْصُرَنَا عَلٰى اَعْدَائِنَا

صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) تفسیر عزیزی۔ تفسیر روح البیان

اے ہمارے رب ہم تجھ کو اس نبی، و اُمّیؐ احمدؐ کے وسیلے سے سوال کرتے ہیں جن کے بھیجنے کا تو نے وعدہ کیا ہے۔ اور اس کتاب کی برکت سے جو تو ان پر اتارے گا۔ سب کتابوں سے پیچھے کہ تو ہم کو ہمارے دشمنوں پر فتح دے۔ دوسری دعا یہ تھی۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ — اے ہمارے رب ہمیں نبی اُمّیؐ کا صدقہ فتح نصرت عطا فرما۔

نوٹ:۔ اسی آیت کریمہ کے تحت حضرت علامہ شاہ عبدالعزیزؒ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں۔

کہ انھیں یقین تھا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام پیغمبروں کا مددگار ہے کفر کو مٹانے اور باطل کو گھٹانے میں لشکر جرار ہے۔

میرے باذوق سنّی بھائیو! اسی واقعہ کو حضرت علامہ جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ مثنوی شریف میں نقل فرماتے ہیں۔ چند اشعار پیش خدمت ہیں سنیں

سجدہ می کردند کاے رب بشر

درعیاں آریش اندر او رازود تر!

یہودی اہل کتاب سجدے میں سر رگڑ رگڑ کر دعائیں کرتے تھے کہ اے رب کہ تو ان کو جلد از جلد ظاہر فرما دے

تابنام احمد آں یستفتحون!

باغیان شاں می شدندے سرنگوں!

یہاں تک کہ وہ لوگ احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کا وسیلہ لیکر

خدا تعالیٰ سے فتح و نصرت کی دعا مانگتے تو ان سے دشمن مغلوب و سرنگوں ہو جایا کرتے تھے۔

ہر کجا حرب مہول آمدے
غوث شاں کرارِی احمد بدے۔

جہاں کہیں بھی دن کی کوئی ہولناک جنگ ہوتی تو سرورِ کونین احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا امداد کی حملہ ان کا فریاد رس بن جاتا تھا۔ تو فتح و کامرانی ان کے قدم چومتی۔

اس سے ثابت ہوا کہ فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قبل از ولادت بھی آپ کے وسیلہ سے خلق کی حاجت روائی ہوتی تھی۔ تو جو ولادت سے پہلے حاجت روا تھے اب بھی حاجت روا ہیں۔ اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو کلمہ گو ہو کر آپ کے وسیلے کے منکر ہیں اور اسے شرک کہتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

امام اعظمؒ کا عقیدہ کہ آپ حاجت روا ہیں

حضراتِ گرامی قدر! اب میں آپ کو سیدنا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو شعر سناتا ہوں جن میں وہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا

تقویۃ الایمان۔

مالک۔ شافع۔ حاجت روا مانتے ہیں۔ سنیئے آپ فرماتے ہیں۔

۲ یَا مَالِکِیْ کُنْ شَافِعِیْ فِیْ فَاقَتِیْ

اِنِّیْ فَقِیْرٌ فِی الْوَرٰی لِغِنَاکَا

اے میرے مالک (نبی پاک کو مخاطب کر کے) بحالت فقر میرے شفیع ہو جیے کیوں کہ ساری خلق میں آپ کی غنا کا سب سے زیادہ محتاج میں ہوں

سبحان اللہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مالک مان کر عرض کرتے ہیں کہ اے میرے آقا فقر کی حالت میں بھی کرم فرمانا اور روز محشر بھی میری شفاعت فرمانا اے میرے مولا ویسے تو اس میں شک نہیں کہ ساری مخلوق خدا آپ کی محتاج ہے مگر میرے سے بڑھ کر آپ کی غنار کا محتاج کوئی نہیں ہے۔

کرم کی اک نظر ہم پہ خدارا یا رسول اللہ
میں تمہارا ہیں تمہارا تمہارا یا رسول اللہ
یا مصطفیٰ نہ چھوڑیئے روز جزا ہمیں
دونوں جہاں میں آسرا بس آپ کا ہمیں!

پھر فرماتے ہیں۔

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْاَنَامِ سِوَاكَ

میں آپ کی بخشش کا حریص ہوں اور بجز آپ کے دنیا میں مجھ غریب ابو حنیفہ کا کوئی یار و غم گسار نہیں ہے

غریبم یا رسول اللہ غریبم ندارم در جہان جز تو حبیبم

قصیدۃ النعمان حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ

میرے حنفی بھائیو! ان اشعار میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عظمت میں اپنی نیاز مندیوں کا نذرانہ لے کر عقیدت پیش کر رہے ہیں اور کھلے الفاظ میں آپ کو اپنا مالک اور شافع۔ حاجت روا۔ مشکل کشا۔ غمگسار۔ مددگار مان رہے ہیں۔ جو غیر مقلدین ہیں ان سے تو ہمیں کوئی سروکار نہیں ولیکن ان نام نہاد حنفیوں پر بڑا افسوس ہے جو حنفی۔ نقشبندی قادری چشتی کہلاتے ہوئے بھی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال وعقائد سے منحرف ہیں۔ میں ان کی خدمت میں ضرور عرض کروں گا کہ وہ یا تو اپنے آپ کو حنفی کہلانا چھوڑ دیں یا پھر امام اعظم ابوحنیفہ کے عقائد کے مطابق فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو باذن اللہ۔ حاجت روا۔ مشکل کشا۔ مددگار مانیں۔

وَإِذَا سَمِعْتُ فَعَنْكَ قَوْلًا طَيِّبًا
وَإِذَا نَظَرْتُ فَمَا أَرَىٰ إِلَّاكَ

اے میرے آقا جب سنتا ہوں تو آپ ہی کے پاکیزہ اقوال سنتا ہوں اور جب دیکھتا ہوں تو آپ ہی کا جلوہ دیکھتا ہوں۔ یعنی اے میرے حاضر و ناظر۔ نور علیٰ نور۔ محبوب جس طرف بھی جہاں بھی نظر اٹھا کر دیکھتا ہوں سوائے آپ کے روئے منور کے مجھے کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی ہر جگہ آپ ہی کی نورانیت کے جلوے اور ضیاء پاشیاں ہیں۔ سبحان اللہ کسی نے خوب لکھا ہے۔

چاند تاروں میں ہے تجھ سے تابندگی زندگی بھی تیرے دم سے ہے زندگی

یعنی جہان آفریں ہے تیری ہر ادا یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

میرے باذوق حنفی سنی بھائیو۔ میں آپ کو انصاف کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوا کہ خدارا ذرا خیال فرمادیں کہ آج کل بعض بدعقیدہ علماء اور ان کے پیروکار اگرچہ حنفی۔ نقشبندی۔ مجددی۔ قادری۔ چشتی وغیرہ کہلاتے ہیں ولیکن نبی پاک علیہ السلام کے نور۔ حاضرو ناظر، وشفاعت کے منکر ہیں نبی پاک علیہ السلام سے مدد مانگنے کو شرک جانتے ہیں اپنے ڈیروں پر نعرہ رسالت نہیں لگانے دیتے۔ محافل۔ میلاد پاک۔ جلوس ان کے نزدیک حرام و بدعت ہے۔ خدا جانے یہ لوگ کس قسم کے حنفی ہیں اور کس امام کی تقلید کرنے والے ہیں کیونکہ عقائد کے لحاظ سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مابین بے حد تفاوت ہے۔

معلوم ہوا یہ لوگ حنفی العقیدہ نہیں ہیں محض اپنے ذاتی عقائد کے پرچار کرنے اور عوام سادہ لوح صحیح العقیدہ مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے انھوں نے حنفیت کا جامہ پہن رکھا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ان کے دام فریب سے بچاتے! آمین ثم آمین!

حضرت شیث علیہ السلام کی پیدائش

حضرات گرامی قدر! جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے قبول ہوئی اور بحکم الٰہی حضرت آدم و سیدہ حوا علیہما السلام کی ملاقات میدان عرفات میں ہوئی تو اس کے بعد مشیت الٰہی کے مطابق سلسلہ پیدائش جاری ہوا۔ سیدہ

حوّا رضی اللہ تعالیٰ عنہا انتیس بار حاملہ ہوئیں۔ خالق کائنات نے یہ دستور جاری فرما دیا کہ ہر حمل میں جڑواں بچے پیدا ہوتے ایک لڑکی ایک لڑکا۔ لیکن حضرت شیث علیہ السّلام جو حضور علیہ السلام کے جدّ امجد ہیں تنہا پیدا ہوئے نکتہ اسی میں یہ ہے کہ نور مصطفویؐ مشترک درمیان اپنے اور غیر کے نہ ہو۔ غیرت خداوندی دیکھئے کہ اس قدر بھی شرکت پسند نہ فرمائی۔ نبی پاک علیہ السلام کو اپنی مثل کہنے والوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ اب جو نور محمدیؐ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں درخشاں و تاباں تھا اب وہ حضرت شیث علیہ السّلام کی جبین مبارک میں منتقل ہو گیا اور اب آپ حضرت آدم علیہ السلام کی تمام اولاد سے زیادہ حسین تھے۔۔

حضرت آدمؑ کی حضرت شیثؑ کو وصیتیں

جب حضرت آدم علیہ السلام کی عمر مبارک ایک ہزار سال کی ہوئی اور آپ کا وقت وصال قریب ہوا تو آپ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت شیثؑ کو چند وصیتیں فرمائیں اور اپنی لازوال عطایا سے مشرف فرمایا اور تاکیداً فرمایا کہ اے بیٹا شیث (علیہ السلام) ان وصیتوں پر خود بھی عمل کرنا اور اپنی اولاد سے بھی عمل کرانا۔

۱۔ اے شیثؑ دنیا سے دل نہ لگانا۔

۲۔ عورتوں کے کہنے پر عمل نہ کرنا۔

۳۔ کسی کام کو کرنے سے پہلے اس کے عواقب و انجام کو دیکھ لینا۔

۴۔ جس کام پر طبیعت راغب نہ ہو اور اس کے کرنے سے دل مضطرب ہو اس کو

نہ کرنا۔

۵۔ جو کام با مرحلہ پیش آئے اس میں دوستوں سے مشورہ ضرور کرنا۔

۶۔ جو نور تیری پیشانی میں جلوہ گر ہے اس کو پاک بیبیوں میں منتقل کرنا۔

۷۔ جب تجھے کوئی مصیبت درپیش ہو تو جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے دعا کرنا انشاء اللہ مصیبت جلد دور ہو گی۔

حضرت شیث علیہ السلام نے پوچھا۔ ابا جان۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ میری اولاد میں سے ہوں گے اور قریباً چھ ہزار برس کے بعد ہوں گے ان کے یہ اوصاف ہوں گے اور فلاں جگہ اس طرح آپ کی پیدائش ہوگی تب حضرت شیث علیہ السلام نے پوچھا ابا جان آپ نے کیسے پہچانا کہ ان کا نام حلِ مشکلات کے لئے اکسیر ہے۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ بیٹا اپنے تجربے سے۔ میں نے خطائے گندم کا دانہ کھالیا تھا جس پر میں نادم ہو کر ۳۰۰ سال روتا اور توبہ کرتا رہا۔ مگر رب العزت کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا آخر کار رب کریم کی توفیق سے اور اس کی مہربانی سے مجھے خیال آیا کہ میں نے آنکھ کھلتے ہی عرش اعظم پر رب کے نام کے ساتھ ایک اور نام بھی لکھا ہوا دیکھا تھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میں نے رب سے پوچھا تھا کہ مولا یہ کس کا نام ہے جسے تیرے نام کے ساتھ عرش اعظم پر جگہ ملی۔ جواب ملا۔ اے آدم یہ ان کا نام ہے کہ اگر وہ نہ ہوتے تو تم بھی نہ ہوتے۔ بظاہر یہ تمہارے نخل ہیں مگر حقیقت میں تمہاری

معارج النبوۃ ۔ فواہب الآئیہ ۔ علیہ السلام آئندہ صفحہ ۱ معارج النبوت

اصل۔ میں نے آج سوچا کہ اسی نام پاک کی برکت سے توبہ اور معافی کی درخواست کروں چنانچہ اس نام پاک کے توسل سے دعا کی جو قبول ہوئی اور مجھے معاف فرما کر اپنی خلافت سے عزت بخشی۔ سو بیٹا میرا یہ دستور رہ گیا کہ جو حاجت اللہ رب العزت جل وعلیٰ سے ہوتی ہیں اس نام کی برکت سے مانگتا اور وہ پوری ہوتی تم بھی ہر حاجت پر اسی نام سے توسل کرنا جب حضرت آدم علیہ السلام وصیتیں کر چکے تو ہزار سال کی عمر میں آپ نے انتقال فرمایا اور باختلاف روایات منیٰ میں جہاں آج مسجد خیف ہے مدفون ہوئے

انتقال نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اصلاب طاہرہ میں

برادران ملت! سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے وصایا میں یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ آپ نے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی تھی کہ تمہاری پشت میں جو نور مبارک ہے اس کی محافظت ضروری ہے۔ اور یہ عہد لیا گیا تھا کہ اس نور مقدس کو نہایت پاکیزہ طریقہ سے ارحام طاہرات و اصلاب طیبات تک پہنچائیں۔ بعد میں حضرت شیث علیہ السلام نے اپنے بیٹے انوش سے سے یہ عہد نامہ لیا اسی طرح یہ عہد نامہ قرن بقرن ایک دوسرے سے وصول ہوتا رہا یہاں تک کہ یہ نور مبارک نیک مردوں اور پاک عورتوں سے منتقل ہوتا ہوا حضرت عبدالمطلب رضؓ سے حضرت عبداللہ تک آیا۔ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف کو سفاح جاہلیت سے

شرح نسب۔ زرقانی۔ ابونعیم۔ مدارج النبوت۔ معارج النبوت۔

پاک وصاف رکھا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے تمام آباؤ اجداد سفاح
سے پاک ہیں یعنی میرے والدین ماجدین سے لیکر حضرت آدم وحوا علیہما السلام
تک کوئی مرد یا عورت ایسی نہیں ہوئی جس نے معاذ اللہ کسی قسم کی فحاشی اور
بے حیائی کا کام کیا ہو۔ اللہ رب العزت نے مجھ کو ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام
مطہرہ کی طرف منتقل فرمایا۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے جس کے راوی حضرت
علی المرتضیٰ ہیں۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت نے مجھے
ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ مصفا ومہذبہ میں منتقل فرمایا ان میں جب
بھی دو قبیلے بنتے تو مجھے ان میں بہترین قبیلہ میں رکھا جاتا ثابت ہوا کہ فخر دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد پاک تھے اور آپ حسب ونسب میں اشرف و اکرم
اور احسن و اطیب تھے

حضرت عبدالمطلب کے خواب

حضرات گرامی قدر۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک جب حضرت
عبدالمطلب میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہوگئے تو ایک دن حطیم کعبہ میں سوتے
آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا ہے سر میں تیل پڑا ہوا ہے۔ اور
حسن وجمال کا لباس زیب تن ہے وہ نہایت ہی حیران ہوئے کہ معلوم نہیں
یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ ان کے والد ان کا ہاتھ پکڑ کر کاہنوں کے پاس لے

مدارج نبوت۔ خصائص الکبریٰ۔ مواہب اللدنیہ۔ میلاد النبی۔ ابونعیم۔

اور تمام واقعہ بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ اس واقعہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کریم نے اس نوجوان کو نکاح کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ انہوں نے پہلے قیلہ سے نکاح کیا پھر ان کی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا۔ اور حضور اقدس علیہ السلام کے والد ماجد حضرت عبداللہ کے ساتھ حاملہ ہو گئیں

مشکلیں حل ہو جاتیں

میرے باذوق سنی بھائیو! حضرت عبدالمطلب مکہ کے سردار ہیں اور تمام اہل مکہ ان کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ اور ان کی خوب تعظیم و احترام کرتے ہیں آپ آپ کے جسم سے مشک و عنبر کی خالص خوشبو آتی تھی آپ کی پیشانی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالص خوشبو آتی تھی آپ کی پیشانی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک تاباں و روشن تھا اور اہل مکہ کو کوئی حادثہ درپیش ہوتا تو ان کو جبل ثبیر پرلے جاتے اور بارگاہ رب العزت میں ان کو وسیلہ بناتے اور قحط کے دنوں استسقاء کی دعائیں کرتے اور اس نور محمدی کی برکت سے جو ان کی پیشانی پر روشن تھا ان کی مشکلیں حل ہو جاتی تھیں۔

معزز دوستو!

عجیب درخت

اب حضرت عبدالمطلب کا دوسرا خواب سماعت فرمائیے آپ فرماتے ہیں کہ میں،

حطیم کعبہ میں سو رہا تھا کہ میں نے ایک خواب دیکھا جس سے میں بہت

نشر الطیب۔ مدارج نبوت۔ زرقانی۔ آئندہ صفحہ۔ معارج و مدارج نبوت۔

ڈر گیا۔ دلی کیفیات پر اطمینان حاصل کرنے کے لئے رواج کے مطابق ایک کاہنہ کے پاس آیا۔ جوں ہی اس نے میری بدلی ہوئی حالت دیکھی تو کہنے لگی" اے عرب کے سردار آج کیا ہوا ہے۔ کہ چہرہ متغیر نظر آتا ہے۔ شاید کوئی حادثہ پیش آگیا ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ میں نے عجیب وغریب واقعہ خواب میں دیکھا ہے۔ جس کی وجہ سے میں سخت پریشان ہوں۔ کاہنہ نے کہا کہ کم از کم اس کی کیفیت بیان کریں تاکہ میں اس سلسلہ میں کچھ عرض کرسکوں حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ ایک زنجیر میری پشت سے نکلی اور شش جہات میں پھیل گئی ایک کونہ مشرق کے انتہائی سرے اور دوسرا مغرب کے انتہائی سرے اسی طرح جنوب و شمال میں، بالائی سرا ثریا تک اور نچلا حصہ تحت الثریٰ تک چلا گیا ہے میں اس زنجیر کو تعجب سے دیکھتا رہا کہ وہ زنجیر ناگہانی طور پر پھیل گئی اور ایک درخت کی شکل اختیار کرلی یہ درخت بہت بڑا تھا میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ بڑھتا ہی چلا گیا۔ اس کی شاخوں نے آسمان کو چھو لیا اور عرض میں مشرق و مغرب تک پھیل گیا کوئی روشنی اس سے زیادہ روشن نہ تھی اس کی روشنی آفتاب کے نور سے زیادہ ستر، گنا تھی میں نے دیکھا کہ قریش کے کچھ لوگ اس کی شاخوں سے لپٹ گئے ہیں میں نے دیکھا کہ عرب و عجم کے رہنے والے اس درخت کے سامنے سجدہ ریز ہیں ہر لمحہ اس کی جسامت اور روشنی اور بلندی بڑھتی جا رہی ہے اور کچھ لوگ اس کو کاٹنا چاہتے ہیں جب وہ

اس خیال سے اس کی طرف بڑھتے ہیں تو ایک خوب صورت نوجوان جس سے زیادہ خوب صورت میں نے آج تک نہیں دیکھا انھیں روک دیتا ہے اور منتشر کر دیتا ہے اس خوب صورت نوجوان کے جسم سے ہر طرف خوشبو پھیلتی جا رہی ہے میں نے بھی کوشش کی کہ اس نور مبارکہ سے مستفیض ہوں لهٰذا میں نے اس خوبرد نوجوان سے سوال کیا کہ اس نور سے کون فیضیاب ہوں گے تو انھوں نے فرمایا کہ وہ لوگ جو اس کی شاخوں سے لپٹے ہوتے ہیں اس سے مستفیض ہوں گے ۔

جب حضرت عبدالمطلب نے یہ خواب سنایا تو کاہنہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور گھبرا کر بولی کہ جو واقعہ آپ نے سنایا ہے اگر یہ درست ہے اور اسی طرح پیش آیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے ۔ کہ ایک شخص تمھاری نسل سے پیدا ہوگا جس پر باشندگان زمین اور ساکنان ملاء اعلیٰ ایمان لائیں گے یعنی وہ شخص مشرق و مغرب کا شہنشاہ ہوگا اور پوری دنیا اس کے آگے جھک جائے گی

حضرت عبدؒ اللہ پر رحمتِ باری

القصہ مختصر جو نور مقدس حضرت عبدالمطلب کی پیشانی میں جلوہ گر تھا وہ اب حضرت عبداللہ کے پاس منتقل ہو گیا جب اس نور نے ان کی پیشانی پر چمکنا شروع کیا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حسن و جمال میں یکتا نظر آنے لگے گویا نور محمدی نے ان کی قسمت کو جگا دیا اور اس نور مبارک کی وجہ سے کئی عجائبات ظہور پذیر ہونے لگے ۔

مثلاً حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی کسی بت خانہ کے پاس سے گذر رہا تھا ہوتا تو بت خانہ چیخنا شروع کر دیتے اور کہتے کہ اور لے سرورِ کونین کے والد گرامی عبداللہ پاک ۔ آپ ہمارے قریب نہ آئیں ۔ ہم سے دور رہیے کیونکہ نورِ محمدی تمہاری پیشانی سے جلوہ گر ہے ۔ وہ ہماری ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے بتوں کی تباہی و بربادی کا باعث بنے گا یعنی اس کے ذریعہ بت خانے برباد اور مسجدیں آباد ہوں گی ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ جب کبھی میں شکار کے لئے جنگل میں جاتا تو بعض جانور خود بخود میرے حضور آجاتے اور صاف کہتے کہ اے عبداللہ تمہاری پیشانی میں جو نورِ نبوت چمک رہا ہے ہم تو خود اس کا شکار ہیں ۔

آپ فرماتے ہیں جب میں زمین پر بیٹھتا تو زمین سے آواز آتی کہ ،، اے وہ ذات جس کی پشت میں سرورِ کونین کا نورِ مقدس ہے آپ پر سلام ہو'' اور جب میں کسی خشک درخت کے نیچے بیٹھ جاتا تو وہ ہرا بھرا ہو جاتا اور خشک جنگلوں سے گذر ہو جاتا تو نورِ محمدی کی برکت سے وہ جنگل سرسبز و شاداب ہو جاتے ۔

حضرت عبداللہؓ کا حسن و جمال

برادرانِ ملت ! حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ کے کل بارہ[۲] بھائی تھے سب قوت و شجاعت اور حسن و جمال میں شہرہ آفاق ۔

۲۔ معارج + زرقانی ۔ مواہب ۔

تھے ولیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ کو ان سب سے زیادہ ممتاز فرمایا تھا تمام عرب میں ان کے حسن وجمال کا چرچا تھا۔ اور سیرت وصورت کی دھوم تھی تمام اہل عرب آپ سے حد سے زیادہ پیار ومحبت کرتے تھے اور والدین بھی آپ کو زیادہ تر محبوب سمجھتے تھے آپ کے حسن وجمال کا یہ عالم تھا کہ قریشی عورتیں آپ پر فریفتہ ہوگئیں جو جو بھی حسینہ وجمیلہ تھیں راہوں میں کھڑے ہوکر آپ کا انتظار کرتیں اور اپنے دام میں آپ کو پھنسانے کی تدبیریں کرتیں۔ سب مال وجان سے حضرت عبداللہ پر نثار ہوتی تھیں اور ہر ایک عورت حضرت عبداللہ سے نکاح کی تمنا رکھتی کسی نے کیا خوب لکھا ہے

سب عورتیں قریش کی دلدادہ ہوگئیں۔
با مال وجان عقد پہ آمادہ ہوگئیں۔

ہمسر کوئی حسین نہ تھا اس حسین سے
نور محمدؐ کی چمک تھی جبین سے

حضرت عبداللہ مجسّمہ شرم وحیا تھے

حضرات گرامی قدر اس کے باوجود کہ عرب کی حسینہ وجمیلہ عورتیں حضرت عبداللہ سے اظہار محبت کرتیں مگر آپ کو اللہ ربّ العزت نے نور محمدی کی برکت سے محفوظ رکھا۔ ایک واقعہ بھی سنتے جائیے ایک دن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہٗ کعبہ مکرمہ میں تشریف لائے طواف کعبہ کیا۔ طواف ودعا سے فارغ ہوئے تو آپ بنی اسد کی ایک عورت

قتیلہ بنت نوفل کے پاس سے گذرے جو خانہ کعبہ کے پاس ہی کھڑی تھی جب اس عورت کی نظر حضرت عبداللہ پر پڑی تو وہ آپ کے حسن وجمال پر فریفتہ ہوگئی اور کہنے لگی کہ ے

کہا سو اونٹ لے لے اور میری جانب توجہ کر
شراب وصل کی خاطر گری ہوں تیرے قدموں پر

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ ! جو مجسمہ شرم و حیا تھے نے انکار کیا اور آگے نکل گئے

ایک واقعہ اور یہودیوں کا حملہ

دوسرے دن پھر حضرت عبداللہؓ کعبہ مکرمہ تشریف لائے تو راستے میں ان کو ایک عورت جو علم کہانت میں ماہر اور خوب مالدار تھی، ملی جس کا نام فاطمہ بنت مرالخثعمیہ تھا جو کتب سابقہ پڑھی ہوئی تھی بڑی حسینہ و جمیلہ تھی اس نے بھی آپ سے اظہار محبت کیا اور اپنی جانب متوجہ کرنے کے لئے سو۱۰۰ اونٹوں سے عطیہ کی پیشکش کی مال کے ذریعہ آپ کو ورغلانا چاہا آپ نے جواب دیا۔ ے

پرے ہٹ دور ہو کرتے نہیں اشراف کام ایسا
سمجھتا ہوں میں سے بدتر موت سے فعل حرام ایسا
اگر تو عقد کو کہتی تو شاید مان جاتا میں
مطابق رسم قومی کے تجھے بیوی بناتا میں

یہ کہہ کر آپ گھر تشریف لائے مگر اس واقعہ کی وجہ سے آپ کے چہرہ پر
پریشانی اور گھبراہٹ تھی اور سے

جلال ہاشمی سے مشتعل تھا چہرۂ انور!
کہ اس عورت کی گستاخی کا صدمہ تھا ابھی دل پر

جب گھر پہنچے تو حضرت عبدالمطلب نے بڑے پیار سے پوچھا۔ بیٹا کیا بات ہے کچھ
گھبرائے ہوتے نظر آتے ہو۔ عرض کی ابا جان کچھ طبیعت گھبرائی ہوتی ہے اگر
آپ اجازت دیں تو برائے شکار چلا جاؤں۔ حضرت عبدالمطلب نے اجازت
عطا فرمائی حضرت عبداللہ اجازت لے کر گھوڑے پر سوار ہوتے اور بہر شکار
جنگل کی طرف نکلے۔ ادھر یہودیوں کو بہ تحقیق معلوم ہو گیا تھا کہ حضرت عبداللہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہو چکے ہیں اور پھر آپ کا حسن و جمال اور آپ سے
جو عجائبات ظہور پذیر ہوتے تھے وہ بھی دور دور مشہور ہو گئے تھے تو ستر
یہودیوں نے باہم عہد کیا کہ جب تک حضرت عبداللہ کو قتل نہیں کر دیں گے
اپنی قوم کو منہ نہیں دکھائیں گے۔

قتل کرنے کی وجہ یہ تھی۔ ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ پیغمبر آخر الزماں کا ظہور
حضرت عبداللہ سے ہو گا اور آپ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں
اور یہودی یہ نہیں چاہتے تھے کہ آخر الزماں نبی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
کی اولاد سے ہو۔ اس لئے وہ آپ کے دشمن ہو گئے اور قتل کی تدبیریں
سوچنے لگے۔ اس غرض سے وہ ستر یہودی مکہ میں آئے۔ مضافات مکہ میں
پہنچ کر موقع کے منتظر رہتے۔ چنانچہ ایک دن انھوں نے حضرت عبداللہ کو

صحرائے مکہ میں شکار کھیلتے دیکھ لیا تو یک دم وہ اپنی زہر آلود تلواروں کے ساتھ آپ پر حملہ آور ہوئے یکا یک غیب سے چند اسوار منودار ہوئے جنہوں نے دشمنوں کو دیکھتے ہی دیکھتے فی النار کر دیا۔

حضرت عبداللہ کی شادی

اس واقعہ کو حضرت آمنہؓ کے والدگرامی وہب بن عبدمناف بھی دیکھ رہے تھے جو اس وقت جنگل میں ہی موجود تھے یہ کرامت دیکھ کر انھوں نے مکمل ارادہ کر لیا کہ وہ اپنی لڑکی آمنہ خاتون کو عبداللہ کے نکاح میں دیں گے فوراً گھر آئے اور جو کچھ جنگل میں واقعہ دیکھا تھا اپنی بیوی برہ بنت عزا کو اس واقعہ عجیبہ کی خبر دی اور کہا کہ میں نے عبداللہ میں عجیب آثار دیکھے ہیں میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹی آمنہ کا نکاح عبداللہ سے کر دوں۔

پھر حضرت برہ کو حضرت عبدالمطلب کے پاس بھیجا اور کہا کہ آپ اپنے بیٹے کے لئے میری لڑکی آمنہ کو قبول فرمائیں۔ اور حضرت عبدالمطلب بھی حضرت عبداللہ کے نکاح کی فکر میں تھے۔ اور یہ جستجو تھی کہ کوئی لڑکی قوم قریش میں حسب و نسب صورت میں حسینہ جمیلہ اور نیک سیرت ہو جب برہ، والدہ آمنہ پاک نے پیغام دیا تو حضرت عبدالمطلب نے منظور فرمایا اور بہت خوش ہوئے اور کہا۔ کہ اگر میرا بیٹا عبداللہ حسن و جمال میں یکتا ہے تو آمنہ خاتون بھی صورت و سیرت میں لاثانی ہیں اور آثار سعادت

مواہب۔ معارج۔ مدارج النبوت۔ علیہ السلام۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

ان دونوں کے چہرے سے نمودار ہیں۔

ماہتاب آمنہ تھیں تو عبداللہ آفتاب
بے مثل وہ اگر تھیں تو یہ بھی تھے لاجواب
جوڑا عجیب حق نے بنایا تھا اس لئے
فرزندان کا ہوگا اک عالم کا انتخاب!

المختصر طرفین کی رضامندی سے پھر حضرت عبداللہ کا حضرت آمنہ سے نکاح ہوا۔ حضرت عبدالمطلب نے خطبۂ نکاح پڑھا۔ نکاح کے پہلے ہی ہفتہ میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ کی پشت مبارک سے منتقل ہو کر رحم آمنہ پاک میں جلوہ نگن ہوا اور وہ حاملہ ہو گئیں۔

نور محمدیؐ کی آمنہؓ کو تفویض

جس رات نور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم صلب پدر سے رحم مادر میں منتقل ہوا جمعۃ المبارک کی رات تھی اس رات ملائکہ نے خوب جشن منایا۔ جبرائیل امین نے فرش زمین پر آکر بام کعبہ پر ہلالی پرچم لہرایا۔ اس رات اللہ رب العزت نے سارے جہان اور تمام مسلمانوں پر ہر طرح کی خیر و برکت نازل فرمائی درغد جنت کو حکم ہوا کہ تمام جنتوں کے دروازے کھول دو اور تمام ملک و ملکوت عالم میں یہ حکم سنایا گیا کہ تمام مقدس مقاموں کو معطر کر دو اطراف سماوات میں خوشبو پھیلا دو ہر چہار سو شمع نور سے روشن کر دو سارے جہانوں کو خوشبو سے مہکا دو عرش و کرسی یہ خوشخبری سن کر جھومنے لگے اور

اور حور و غلمان، و ملائکہ میں مبارک باد کی دھوم ہونے لگی۔

مبارک ہو کہ سرکار دو عالم آنے والے ہیں
نبی سب انبیاء سے اب معظم آنے والے ہیں۔

جانور بول اُٹھے

جب وہ نور مبارک حضرت آمنہ کے پاس تشریف لایا تو اس رات قریش کے تمام چوپاؤں نے کلام کیا اور کہا کہ رب کعبہ کی قسم آسمان نبوت کا ماہتاب تاباں حمل میں تشریف فرما ہوتے وہ تمام دنیا کے پناہ اور جہان کے سورج ہیں مشرق و مغرب کے چرند پرند اور بحری جانوروں نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی کہ وہ وقت آنے والا ہے جب کہ خطہ زمین نور محمدی سے منور ہو جائے گا۔

نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت

قریش کا یہ حال تھا کہ وہ شدید قحط اور عظیم تنگی میں مبتلا تھے تمام درخت خشک ہو گئے تھے تمام جانور نحیف و لاغر ہو گئے تھے نور مصطفوی کا صدقہ پھر حق تعالےٰ نے رحمت باراں برسائی جس نے جہاں بھر کو سرسبز و شاداب کیا درختوں میں تر و تازگی آگئی خوشی و مسرت کی ایسی لہر دوڑ گئی کہ قریش نے اسی سال کا نام سنۃ الفتح

معارج النبوۃ زرقانی علی المواہب۔ مواہب۔ معارج۔ ابونعیم۔ جواہر البحار۔
آئندہ صفحہ پر جواہر البحار۔ معارج النبوت صلی اللہ علیہ وسلم۔

والا بہتاج رکھا اور یہ سب نورِ محمدی کی برکت تھی

واقعاتِ حمل

حضرت آمنہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ دوران حمل مجھے کوئی ایسی وقت یا بوجھ یا ثقل محسوس نہ ہوا جس طرح اور عورتوں کو دوران حمل ہوا کرتا ہے حتی کہ آغاز حمل چھ ماہ تک مجھے یہ احساس بھی نہ ہوا کہ میں حاملہ بھی ہوں یا کہ نہیں۔ چھ مہینہ گذرنے کے بعد خواب و بیداری کے عالم میں کسی نے مجھ سے کہا کہ اے آمنہ کیا تجھے اپنے حمل کی خبر ہے؟ میں نے کہا نہیں تب انھوں نے بتایا کہ تم اس امت کے پیغمبر کے حمل سے ہو۔ تب مجھے اپنے حاملہ ہونے کا علم ہوا۔

حضرت آمنہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور علیہ السلام میرے شکم میں تھے تو میرے کپڑوں اور پسینے سے خوشبو آتی آپ فرماتی ہیں جب کبھی میں باہر جاتی تو پہاڑ بھی مجھے سلام کرتے درختوں سے مجھے سلام کی آواز آتی۔ پتھر بھی سلام کہتے ......

سب نے خوش خبری سنائی

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جوں جوں زمانہ ولادت شریفہ کا وقت قریب آتا تھا آثار سرور و فرحت زیادہ ہوتے تھے اور سب سے زیادہ میری عزت توقیر یہ تھی کہ ہر ہر مہینے میں ایک ایک پیغمبر مجھے خوشخبری سناتے تھے ---

آپ فرماتی ہیں کہ ماہ اوّل میں مجھے ایک دراز قد شخص نظر پڑا وہ مجھ سے کہتا اے آمنہ رض تجھے مبارک ہو سید المرسلین تیرے حمل میں ہیں میں نے کیا آپ کون ہیں اس نے کہا میں آدم علیہ السلام ہوں دوسرے مہینہ میں حضرت نوح مہینہ میں علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اے آمنہ تجھے مبارک ہو تم اس کی ماں بننے والی ہو جو صاحب نصرت وفتوح ہے غرضیکہ تیسرے مہینہ میں حضرت ادریس علیہ السلام چوتھے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پانچویں میں حضرت اسماعیل علیہ السلام چھٹے میں حضرت موسے علیہ السلام ساتویں میں حضرت داؤد علیہ السلام آٹھویں میں حضرت سلیمان علیہ السلام نانویں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لاتے اور سب نے طرح طرح کے فضائل کے ساتھ خوش خبری سنائی

حضرت عبداللہ کا انتقال

حضرات گرامی قدر! تھوڑا سا ذکر حضرت عبداللہ کی وفات کے بارے میں بھی سنتے جائیے ابھی نبی رؤف و رحیم صلے اللہ علیہ السلام شکم مادر ہی میں تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ بغرض تجارت ملک شام گئے واپسی پر کھجوریں خریدنے کے لئے مدینہ میں اترے وہیں بیمار ہو گئے اور پچیس سال کی عمر میں انتقال فرما گئے اور مدینہ منورہ میں ہی آپ کو دفن کر دیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ کی وفات ہوئی تو ملائکہ نے عرض کی یا پروردگار عالم تیرا نبی یتیم ہو گیا تو اللہ رب العزت نے فرمایا اب میں اس کا

حافظ و مددگار رہوں ۔

فرشی نہیں عرشی ہونگیں

حضرت آمنہ پاک فرماتی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت گھر میں اکیلی تھی حضرت عبدالمطلب طواف کعبہ میں مصروف تھے ساس اور شوہر کا سایہ پہلے ہی اٹھ چکا تھا کہ اچانک علامات ولادت ظاہر ہوئیں ایسے وقت میں عموماً زچہ کو عورتوں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے ۔ آپ تنہائی سے گھبرائیں خیال کیا کہ کاش اس وقت خاندان عبد مناف کی کچھ عورتیں میرے پاس ہوتیں ۔ مگر کس سے کہیں کیسے بلائیں ۔ نوکر ہیں اور شرم دامنگیر ہے ایسے وقت میں ساسیں نانندیں انتظام کرتی ہیں ۔ جو یہاں پہلے ہی سے نہیں ہیں ۔ آپ فرماتی ہیں پھر میں نے گھبراہٹ سے عالم میں بارگاہ ایزدی میں عرض کی یااللہ بچے کی پیدائش کا وقت ہے میرے گھر میں چراغ وغیرہ کا انتظام نہیں ہے بچہ کا باپ ہوتا تو ہر طرح کا انتظام کرتا خوب خوشیاں مناتا آپ فرماتی ہیں کہ اللہ رب العزت کو پکارنا تھا کہ غیب سے آواز آئی کہ اے آمنہؓ پاک پریشان نہ ہو غم نہ کر گھبرانے کی ضرورت نہیں تیری گود میں جو بچہ آ رہا ہے اس کی خوشیاں ہم خود منائیں گے اے آمنہ پاک تو چراغ کی بات کرتی ہے تیرے گھر جو بچہ آ رہا ہے اس کو ہم نے سراج المنیر بنا کر بھیجا ہے کل عالم کو وہ منور کرے گا اے آمنہ دایہ سے متعلق بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں تیری گود میں جلوہ گر ہونے والا

خدا کا محبوب ہے اس کی دائیاں فرشی نہیں بلکہ عرشی ہوں گی۔

درِ آمنہؓ پر نوریوں کا ہجوم

حضرت آمنہؓ پاک فرماتی ہیں پھر میں نے دیکھا کہ اچانک حسینہ و جمیلہ عورتوں سے میرا گھر بھر گیا ان میں چند عورتیں عبد مناف کی عورتوں کی مثل تھیں میں نے ان سے پوچھا آپ کون ہیں اور کہاں سے آئی ہیں ان میں سے ایک بولی میں حواؑ ہوں۔ دوسری بولی میں آسیہؑ ہوں تیسری بولی میں حاجرہؑ ہوں چوتھی بولی میں کنواری بتول مریمؑ ہوں۔ اور باقی تمام ہمارے ساتھ حوران بہشتی ہیں ہم سب آپ کی خدمت کے لئے آئی ہیں اور محبوب کل ختم الرسل بے یاروں کے یار۔ بے مددگاروں کے مددگار۔ دوجہاں کے والی و مختار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے حاضر ہوئی ہیں اور آمنہ پاکؓ تم ذرا باہر کی طرف دیکھو تیرے گھر کے آستانہ پر آسمانوں کے سب ملائکہ نوری حاضر ہیں یہ بھی سب اس لئے حاضر ہوتے ہیں کہ آج سے

سلطان دین و دنیا تشریف لارہے ہیں
کون و مکاں کے دولہا تشریف لارہے ہیں

اور پھر باہر سے بھی کچھ اس طرح کی ندائیں آنے لگیں جس کو کسی شاعر نے اس طرح بیان کیا ہے۔

آئی ندا کہ آمنہ جاگے تیرے نصیب   آئیں گے تیری گود میں اللہ کے حبیب
گودی میں تو کھلاتے کی اس اپنے لال کو   اللہ نے کیا مہہ کامل ہلال کو!

سب کچھ دیکھ لیا

حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ پھر میرا گھر بقعہ نوری بن گیا اندر اور باہر جس طرف بھی میں نگاہ کرتی ہوں مجھے نور ہی نور نظر آنے لگا پھر میں نے دیکھا کہ آسمان اول کے ستارے میرے گھر سے بہت ہی قریب ہو گئے ہیں اور میں سمجھنے لگی کہ یہ میرے سر پر ہی گر پڑیں گے اور ساری دنیا نور سے بھر گئی اتنا نور تھا کہ میری آنکھوں سے تمام حجابات اُٹھ گئے اور میں نے زمین کے مشرق و مغرب دیکھ لئے یہاں تک کہ میں نے آسمانوں کے دروازے کھلتے ہوئے اور نوری فوجوں کو خطۂ زمین پر اترتے ہوئے دیکھا یعنی میرے لئے سب کچھ روشن ہو گیا۔ اور سب کچھ دیکھ لیا۔

جھنڈے

حضرت آمنہؓ پھر فرماتی ہیں کہ میں نے آسمان سے ایک نوری جماعت اترتی ہوئی دیکھی جن کے پاس تین سفید جھنڈے تھے ایک جھنڈا انھوں نے کعبہ کی چھت پر دوسرا بیت المقدس کی چھت پر اور تیسرا میرے گھر کی چھت پر نصب کر دیا۔

مدارج النبوت

ولادت باسعادت

حضرت آمنہ پاکؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد مجھ پر دردِ زہ کی شدت ہوئی

تو بہت سی عورتیں میرے اردگرد جمع ہوگئیں اور مجھ کو گھیرے میں لے لیا
اسی صورت میں مجھے ایک نہایت عظیم الجثہ اور خوب صورت، پرندہ نظر پڑا
اس نے اپنے بازو میرے شکم سے ملے تو اس کے بعد ۱۲ ربیع الاوّل
شریف بروز پیر وار۔ صبح صادق کے وقت مکہ مکرمہ میں حضرت عبدالمطلب کے گھر
حضرت عبداللہؓ کے چاند کونین کے سردار۔ دارین کے تاجدار نے
لاکھوں انوار اور ہزاروں اعجاز کے ساتھ پہلوئے آمنہ سے صحن عالم میں قدم
رکھا تو درود و سلام کی صدائیں بلند ہوئیں۔ موجودات نے مرحبا مرحبا کہا
امام اہلسنت مجدد مائتہ حاضرہ مولٰنا الشاہ واحمد رضا خاں رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ نے جب یہ منظر دیکھا تو وجد میں آکر پکار اٹھے۔

مصطفٰے جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

گھر معطّر ہوگیا

حضرت آمنہؓ پاک فرماتی ہیں کہ جب محمدؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوتے
تو آپ کے ساتھ ایک ایسا نور نکلا جس سے مشرق و مغرب کے درمیان
ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ملک شام کے محلات کو دیکھ لیا اور پیدا
ہوتے ہی آپ بہ تضرع سجدے میں چلے گئے پھر سجدے سے سر اٹھا

کر انگلی آسمان کی طرف بلند فرما کر نہایت فصیح زبان سے فرمایا لاالہ الااللہ انی رسول اللہ۔ اور وقت پیدائش کسی قسم کی آلودگی نہیں تھی آپ نہایت ہی پاک و صاف طیّب و طاہر تھے آپ سے ایسی پاکیزہ اور تیز خوشبو ظاہر ہوئی کر سارا گھر معطّر ہو گیا۔

گھر روشن ہو گیا

حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب فرماتی ہیں کہ ولادت کے بعد میں نے آپ علیہ السلام کی چھ چیزیں دیکھیں۔ اول آپؐ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا۔ دوئم سجدے سے سر اٹھا کر بزبان فصیح کلمہ طیبہ پڑھا۔ سوئم آپ کے نور سے سارا گھر روشن ہو گیا۔ چہارم میں نے آپ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو غیب سے آواز آئی اے صفیہ کی تو غسل کی تکلیف نہ کر ہم نے ان کو پاک و صاف پیدا کیا ہے ششم میں نے چاہا کر آپ کو کرتا پہناؤں تو میری نظر آپ کی پشت مبارک پر پڑی تو اس پر لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

کعبہ نے سجدہ کیا

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں میں شب ولادت کعبہ میں تھا قریب وقت سحر میں نے دیکھا کہ کعبہ نے مقام ابراہیم کی طرف سجدہ کیا اور تکبیر کہی اور تمام بیت اللہ کے بت جو کعبہ میں نصب تھے اوندھے گر گئے جب بڑا

بت ہبل منہ کے بل گرا تو اس کے اندر سے آواز آئی آگاہ ہو جاؤ پیغمبر آخرالزماں پیدا ہوگئے اوران کے نور سے مشرق و مغرب روشن ہوگئے جب کعبہ مکرمہ سے حضرت عبدالمطلب نے بشارت سنی تو دوڑ کر گھر گئے اور مقدس پوتے کو گود میں اٹھا لیا۔

زمیں پر عرش بالا کے نشاں معلوم ہوتے ہیں
کہ ان کی گود میں دونوں جہاں معلوم ہوتے ہیں

عید میلاد مصطفیٰ

حضرات گرامی قدر! حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی بحروبر۔ شمس وقمر۔ جن وبشر۔ حور وملک۔ زمین وفلک۔ درند وچرند سب نے منائی چنانچہ حضرت علامہ نبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ علی العالمین میں فرمایا۔

مَرَّتْ وَحُشُ الْشَرِقِ اِلٰی وَحُشِ الْمَغْرِبِ بِالْبِشَارَاتِ وَكَذٰلِكَ اَهْلُ الْبِحَارِ يُبَشِّرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَنِدَاءٌ فِي السَّمَاءِ وَنِدَاءٌ فِي الْاَرْضِ اَنْ اَبْشِرُوْا فَقَدْ آنَ لِاَبِي الْقَاسِمِ اَنْ يَخْرُجَ اِلَى الْاَرْضِ مَيْمُوْنًا مُبَارَكًا

مشرق ومغرب کے جانور مغرب کے جانوروں کو بشارت دینے لگے اور اسی طرح دریا کی مخلوق ایک دوسرے کو بشارت دینے لگی کہ مبارک ہو فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم امن وامان اور رحمت وبرکت کے ساتھ زمین پر تشریف لے

آتے ہیں۔

اب اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی آمد پہ ساری کائنات نے عید میلاد منائی اور پوری زمین و آسمان پر یہی غل تھا کہ

عید میلادِ مصطفےٰ مرحبا ۔ مرحبا

ہاں صرف ایک ازلی مردود شیطان لعین ہی کا ایک ایسا وجود تھا جس کا عید میلاد النبی کے نام سے برا حال ہو رہا تھا۔ اور جو اس عالم گیر جشن عید میلاد النبی پر پیچ و تاب کھا رہا تھا ؎

جب عرب کے چمن میں وہ نور خدا ہر طرف اپنا جلوہ دکھانے لگا
کفر غارت ہوا بت گرے ٹوٹ کر منہ پہاڑوں میں شیطاں چھپانے لگا

ایک دوسرے صاحب نے اس طرح بیان کیا ہے

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

حضرات گرامی قدر! قیامت تک ان دونوں کی پیروی کرنے والے دنیا میں رہیں گے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق اس رات عید میلاد النبی کی خوشیاں منا کر سنت ملائکہ پر عمل کرتے رہیں گے لیکن حاسدین۔ بدباطن اس تاریخ اس مہینہ غم و غصہ کر کے لوگوں کو اس خوشی سے روک کر طریقہ ابلیسی پر عمل کرتے رہیں گے۔

یومِ ولادت پر خوشی منانا

برادرانِ ملت۔

ایسے بد مذہبوں اور حاسدوں سے بچو! اور ان میں سے کسی کی نہ سنو۔ ربیع الاول شریف میں خوب خوشیاں مناؤ کیونکہ اس مبارک ماہ میں حضور علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باوجود سب نعمتوں سے افضل واعلیٰ اور برتر ہے نعمت ہے اگر آپ کی ذات اقدس نہ ہوتی تو کچھ نہ ہوتا علامہ جلال الدین سیوطی رح فرماتے ہیں

اِنَّ وِلَادَةَ النَّبِیِّ اَعْظَمُ النِّعَمِ عَلَیْنَا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ ہمارے لئے سب سے بڑی نعمت ہے

اور حافظ ابن حجر لکھتے ہیں

وَاَیُّ نِعْمَةٍ اَعْظَمُ مِنَ النِّعْمَةِ بِبُرُوْزِ هٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ النَّبِیِّ الرَّحْمَةِ فِیْ ذَالِكَ الْیَوْمِ اس میلاد کے دن میں نبی کریم جو نبی رحمت ہیں کے ظہور کی نعمت سے بڑی اور کون سی نعمت ہے یعنی یہی میلاد النبی کی نعمت سب سے بڑی نعمت ہے۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود پاک نعمت ابدی اور رحمت عظیمہ ہے تو اللہ رب العزت فرماتے ہیں

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ اللہ کی رحمتوں کا ذکر کرو اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا وَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ اللہ (تعالیٰ) کی رحمتوں کا ذکر کرو اور سورت والضحیٰ میں یوں ارشاد فرمایا۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی رحمتوں کا اظہار کرو۔

اور جب کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک نعمت بھی ہے اور رحمت

بھی ہے تو اللہ تعالے ارشاد فرماتے ہیں قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَلْیَفْرَحُوْا۔ اے
میرے حبیب آپ فرما دیں کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے ساتھ خوشی
پکڑیں یعنی اللہ کی رحمت پر خوش ہوں اور خوشی منائیں
نتیجہ یہ نکلا کہ حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک رحمت ونعمت ہے اور
نعمت کا اظہار اور رحمت پر خوشی کرنا ارشادِ باری تعالےٰ ہے یہی مقصد ہے
محفل میلاد شریف کا۔ اور حدیث پاک میں ابولہب کا قصہ مذکور ہے جب
کہ اس نے نبی پاکؐ کی ولادت کی خبر سن کر خوشی میں اپنی لونڈی کو
آزاد کر دیا تھا اور اس خوشی کے باعث اسے دوزخ میں کفایت ہوتی تو اہل
ایمان اگر اپنے آقا و مولےٰ کی پیدائش کی خوشی منائیں گے اور محفل
میلاد شریف کا اس مقصد کے لئے انعقاد کریں تو کیوں موجب اجر وثواب
نہ ہوگا۔

تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاوّل ہی کیوں

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاوّل شریف بروز
پیر وار صبح صادق کے وقت ہوتی اور خالق کل نے محمد رسول اللہ کے کل حروف
کی گنتی بھی بارہ رکھی تاکہ عنوان کا رابطہ معنوں سے موافق ہو جائے محمد رسول اللہ
کے کل حروف ۱۲ ہی تھے لا الٰہ الا اللہ کے بھی کل ۱۲ حروف ہی مقرر فرمائے اصل
اول کلمہ طیبہ میں لا الٰہ الا اللہ کے بارہ حروف اور محمد رسول اللہ کے بھی
بارہ حروف۔ اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہویں تاریخ کو

ولادت شریف ہوئی اس حکمت سے بارہ حروف کا تقرر ہوا۔ اب رب قدوس نے اپنے کلمے کے اتنے ہی حروف مقرر فرمائے ؟

تاکہ ثابت ہو جائے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت ۱۲ تاریخ کو ہوئی تو رب قدوس کو بھی بارہویں زیادہ پسند آئی اس لئے اپنے کلمے کے حروف کا تقرر بھی ۱۲ ہی فرمایا تو ثابت ہوا جو شخص بارہویں کی تاریخ ولادت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک نہیں جانتا تو وہ محبت خداوندی سے مبرّا ہے

کتب تواریخ و سیر میں آپ کی ولادتِ با سعادت میں اختلاف موجود ہے اکثر مؤرخین۔ مفسرین۔ محققین ۱۲ ربیع الاوّل شریف پر متفق ہیں تسلّی کے لئے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں۔ مواہب اللدنیہ۔ زرقانی۔ شواہد النبوۃ ابن ہشام۔ مدارج النبوۃ۔ تاریخ طبری۔ نشر الطیب۔ جواہر البحار وغیرہ۔

رضاعت مصطفےٰ

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے سات یوم اپنی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اور چند روز حضرت ثُوَیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ نوش فرمایا یہ وہی ثُوَیبہ ہیں جن کو ابولہب نے میلادِ مصطفےٰ کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔ بعد ازاں حضرت حلیمہ رض اس دولت سے سرفراز ہوئیں۔

حلیمہؓ کی قسمت بدل گئی

اس واقعہ کی کیفیت اس طرح ہوئی کہ اہل مکہ اور سرداران قریش کی عادت تھی۔ بعض اپنی فضیلت وعظمت وشوکت کی وجہ سے۔ بعض مکہ کی ہوا شدید گرم ہونے کی وجہ سے بعض مکہ کی وبا کے توہم سے۔ اپنے بچوں کو دائیوں کے سپرد کر دیتے تھے کہ شیریں پانی۔ لطیف ہوا۔ اور آزاد فضا میں پرورش پائیں۔ چنانچہ عرب کے رواج کے مطابق قبیلہ بنی سعد کی دائیاں سال میں دو دفعہ موسم خریف و ربیع میں شہر میں آتیں اور امراء کے بچے لے جاتیں۔

اسی دستور کے اس دفعہ بھی مختلف جگہوں سے دائیاں مکہ معظمہ آئیں ان میں ایک قافلہ قبیلہ بنی سعد بن بکر کا بھی تھا۔ اس قافلے میں ایک بہت غریب اور بے کس دائی تھی جو قحط سالی کی ماری ہوئی غربت سے لاچار تھی جس کا نام حلیمہ رض تھا۔

حضرت حلیمہ رض فرماتی ہیں کہ میں قبیلہ بنی سعد کی دائیوں کے ہمراہ دودھ پلانے

کے لئے کسی بچے کو لینے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئی میرا شوہر بھی میرے ساتھ تھا میری اونٹنی بہت کمزور تھی۔ اس کی کمزوری اور سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گئی اور تمام دائیاں اپنی تیز سواریوں پر مکہ مکرمہ پہلے پہنچ گئیں جب میں پہنچی تو امراء کے سارے بچے تقسیم ہو چکے تھے۔ میری آنکھوں میں آنسو آ گئے میں گھبرائی ہوئی کعبہ شریف میں آئی طواف کیا اور بارگاہ ایزدی میں عرض کی۔ اے زمین و آسمان کے مالک میری دستگیری فرما۔ رب کائنات کو پکارنا تھا کہ غیب سے آواز آئی۔ اے حلیمہؓ غم نہ کر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تجھے مبارک ہو کہ آج تیری گود میں کونین کی دولت آ رہی ہے حلیمہ آج تیری قسمت پر عرشی و فرشی رشک کریں گے گویا کہ کہنے والا کہہ رہا تھا۔

واہ واہ نی حلیمہؓ تیرے تے اج کرم کمایا جانا ایں!
اک یکتا تیری جھولی دے وچہ گوہر پایا جانا ایں!

حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں پھر کعبہ میں ایک نورانی چہرے والے بزرگ سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا کون ہے کہاں سے آئی ہو؟ میں بولی دائی حلیمہؓ ہوں بنی سعد سے ہوں بچہ لینے آئی تھی مگر دیر سے پہنچی۔ ناکام خالی ہاتھ جا رہی ہوں حضرت عبدالمطلب مسکرائے اور فرمایا اے حلیمہؓ [1]

میرے پاس اک بچہ ہے پدر جس کا نہیں زندہ
مگر اک خاص جلوے سے ہے چہرہ اس کا تابندہ

---

[1] مواہب۔ زرقانی۔ ابونعیم۔ نشر الطیب۔ معارج النبوہ۔ مدارج النبوہ گزشتہ صفحہ۔

حضرت عبد المطلب نے فرمایا۔ اے حلیمہؓ اب تک تو میرے لاڈلے نے کسی کو قبول نہیں فرمایا۔ تو بھی اپنی قسمت آزمائی کر شاید وہ تجھے قبول فرمالیں حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں پھر میں حضرت عبد المطلب کے ساتھ ان کے گھر گئی

حلیمہؓ کی گود میں رحمت کونین

جب گھر میں داخل ہوئی تو میں نے دیکھا کہ ایک طیبہ طاہرہ وصالحہ۔ قریشیہ نوعمر لڑکی جو بیوہ ہوچکی تھی گھر میں رونق افروز ہے اور اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ حضرت عبد المطلب نے میرا تعارف کرایا تو انھوں نے فرمایا مرحبا اہلاً وسہلاً یا حلیمہ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر اس مکان میں لے گئیں جہاں کونین کے تاجدار تھے آپ باریک سبز کپڑا اوڑھے پالنے میں سو رہے ہیں آپ کا حسن وجمال دیکھ کر مجھ پر حیرت طاری ہوگئی اور بے ساختہ زبان سے نکلا سبحان اللہ اور بقول پیر مہر علیشاہ رحمۃ اللہ کے ؎

اس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان تھیں شاناں سب بنیاں

حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں پھر میں قریب آئی چہرہ پر بوسہ دیا سینہ پر ہاتھ رکھا تو آپ نے مسکراتے ہوئے اپنی مبارک آنکھوں کو کھولا تو میں نے دیکھا کہ۔

فَخَرَجَ مِنْ عَيْنَيْهِ نُوْرٌ حَتّٰى دَخَلَ السَّمَاءَ ۔ آپ کی نورانی آنکھوں سے نور نکل کر آسمان میں داخل ہو رہا ہے ۔

میں آپ پر سو جان سے عاشق ہو گئی پھر میں نے آپ کو گود میں لے لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا دایاں پستان پیش کیا قبول فرما لیا بایاں پستان پیش کیا منہ پھیر لیا سبحان اللہ اشارتاً بتایا کہ اے حلیمہؓ یہ میرے رضاعی بھائی کا حق ہے میں دنیا میں دنیا میں عدل و انصاف کرنے آیا ہوں دوسرے کا دودھ کیسے پی لوں ۔

حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں پھر میں اجازت لے کر اپنے ڈیرے پر آئی آپ کو جب میرے شوہر نے دیکھا تو وہ بھی آپ کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گیا اور زبان حال سے بقول کسی شاعر کے پکار اٹھا ۔

والضحیٰ مکھڑا ۔ واللیل زلف ، مازاغ دا سرمہ پایا اے
کل عرشی فرشی بول پئے واہ واہ رب نے یار بنایا اے

آمنہؓ کے لالؐ کا صدقہ

حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں ہماری اونٹنی کمزور، قحط کی ماری ہوئی، لاغر تھی ۔ اور ایک قطرہ بھی دودھ نہ دیتی تھی ۔ میرا شوہر ابو کبشہ اس اونٹنی کے پاس کھڑا ہوا کیا دیکھتا ہے کہ وہ دودھ کے بوجھ سے دبی جا رہی ہے تو اس نے اسے دوھا اس قدر دودھ دیا کہ تمام برتن بھر گئے پھر میرے خاوند نے خود بھی دودھ پیا اور مجھے بھی پلایا ۔ یہاں تک کہ ہم سیر ہو گئے اور رات خوب

چین سے گذری میرے خاوند ابوکبشہ بولے۔ اے حلیمہؓ ہمارے گھر میں برکت ہی ہی برکت آگئی ہے شاید حق تعالےٰ نے ہم پر اپنی عنایات کا اظہار کیا ہے حلیمہؓ بولیں یہ تمام برکت آمنہ کے لالؐ کا صدقہ ہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہؓ فرماتی ہیں کہ جب میں سیدالانبیاء محمد پاک صلی اللہ اللہ علیہ وسلم کو لے کر چلتی تو ہر طرف سے یہ آواز سنتی کہنے والا کہتا تھا اے حلیمہؓ تو آخر کار غنی ہوگئی اور بنی سعد کی عورتوں میں بزرگ ہوگئی تجھے مبارک ہو ے

بڑی تو نے توقیر پائی حلیمہؓ
بنی تو محمد کی دائی حلیمہؓ!

کمزوریاں ختم

حضرت حلیمہؓ سعدیہ فرماتی ہیں کہ تین دن مکہ مکرمہ میں ٹھہرنے کے بعد دوسری عورتیں بچوں کے والدین سے رخصت لے کر چلیں تو میں بھی آپؐ کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہؓ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس الوداعی سلام کرنے اور واپس جانے کے لئے اجازت لینے گئی تو حضرت آمنہؓ نے چند وصیتیں کیں اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

پھر میں اپنی اونٹنی پر نور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گود میں لے کر سوار ہوئی میری اونٹنی خوب چست و چالاک ہوگئی وہ اپنی گردن اور پر تان کر چلنے لگی جب ہم کعبہ کے سامنے سے گذرے تو اونٹنی نے تین سجدے کیے یعنی سر جھکا دیا۔ اور اپنا منہ زمین پر رکھا اور پھر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور

حضرت حلیمہ رضہ فرماتی ہیں پھر کعبہ ہماری طرف جھکا اور اندر سے آواز آئی کوئی کہنے والا کہتا ہے ؎

مبارک مبارک حلیمہؓ حلیمہ رضہ
بنی تو محمد کی دائی حلیمہ رضہ
ملا دین و دنیا کا سردار تجھ کو!
تیری بات حق نے بنائی حلیمہؓ

آگے نکل گئی

حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ آتے ہوئے جو سب سے پیچھے تھی جاتے ہوئے میری سواری سب سے آگے تھی بنی سعد کی عورتیں متعجب ہوکر بولیں۔ حلیمہ اپنی اسواری کی باگ کھینچ کے رکھو تاکہ ہم بھی تیرا ساتھ دے سکیں کیا یہ وہی سواری ہے جو کہ آتے وقت کمزوری سے چل بھی نہ سکتی تھی؟ اور تمام جانوروں سے پیچھے رہ جاتی تھی۔ میں نے کہا ہاں۔ خدا کی قسم یہ وہی ہے ولیکن اس فرزند کی برکت سے اللہ رب العزت نے اسے قوی اور طاقتور کر دیا ہے اس پر انھوں نے کہا خدا کی قسم اس میں کوئی راز ہے اور اس کی بڑی شان ہے

حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ جب میں ان عورتوں سے گفتگو کر کے خاموش ہوگئی تو اونٹنی خدا کی قدرت سے بولی۔ میں نے سنا۔ تو وہ کہہ رہی تھی واقعی اب میری بڑی عجیب شان ہے۔ میں مردہ تھی اللہ نے مجھے زندگی دی۔ میں لاغر اور کمزور تھی مجھے خدا نے قوت و توانائی دی اے بنی سعد کی عورتو۔ تم نہیں جانتیں

کہ میری پشت پر کون ہے ؟ میری پشت پر سید المرسلین خیر الاولین والآخرین اور حبیب رب العالمین ہیں ۔ اور دنیا کی خوشی اور عقبیٰ کا نور انھیں کے دم قدم سے ہے

حضرت حلیمہ سعدیہؓ فرماتی ہیں پھر تمام عورتیں کہنے لگیں۔ اے حلیمہؓ یہ لال تو نے کہاں سے حاصل کیا ۔ کس گھر سے لائی ہم بھی تو ہر امیر کے گھر گئی ہیں ۔ مگر ہم نے یہ کسی کے گھر یہ بچہ نہیں دیکھا ۔ میں نے کہا یہ نہ پوچھو اگر میں نے تعارف کرا دیا تو تمھاری گردنیں ندامت سے جھک جائیں گی انھوں نے کہا بتا تو سہی یہ کس کا بچہ ہے حضرت حلیمہؓ نے تعارف کرایا یہ اب ایک پنجابی شاعر کی زبانی سنیئے !

حضرت حلیمہؓ نے تمام عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا ۔

جنہوں تساں نہیں سی چایا میں تاں چائی وہتی آں

چن آمنہ دا ڈاچی تے چڑھائی وہنی آں

پھر عورتوں نے دائیں بائیں آوازیں سنیں پکار اٹھیں اے حلیمہؓ یہ آوازیں کہاں سے آرہی ہیں کوئی نظر تو آتا نہیں آپ نے فرمایا ۔ ؎

ڈاچی جدوں آمنہؓ دے وہڑے وچوں چلی اے

اودوں دی لے نوری مخلوق نال رلی اے

میں تاں نوریاں دی سنگت ملائی وہنی آں

جنہوں تساں نہیں سی چایا میں تے چائی وہنی آں !

جب حضرت حلیمہؓ نے تعارف کرایا تو تمام عورتیں کفِ افسوس ملتی رہ گئیں حلیمہؓ کو مبارکبادیں دیتی تھیں اور کہتی ہیں حلیمہ تو اکیلی نے اللہ کی رحمت کا خزانہ لوٹ لیا مگر ہم شومئی قسمت سے محروم رہ گئیں حضرت حلیمہؓ نے فرمایا ۔ ؎

گلی ہیں نہیں لٹی لٹی خلق تمامی اے!
ایہو ساڈا ناصرا اے تے ایہو ساڈا حامی اے
میں تے اگاں دادی عنا من بنائی ونجی آں
جنہوں تساں نہیں چاہا میں تاں چائی ونجی آں

حلیمہؓ کے گھر رحمتوں کا نزول

حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ ہم دوران سفر جس جگہ بھی قیام کرتے اللہ رب العزت اس جگہ کو سر سبز و شاداب فرما دیتے ۔ باوجودیکہ قحط سالی کا زمانہ تھا اور جب بنی سعد کی بستی میں پہنچ گئے تو کوئی خطہ اس سے زیادہ خشک و ویران نہ تھا۔ میری بکریاں چراگاہ میں جاتیں تو شام کو خوب شکم سیر۔ تروتازہ اور دودھ سے بھری ہوئی ہوتیں ۔ ہم ان کا دودھ دوھ کر خود بھی سیر ہو کر پیتے اور دوسروں کو بھی پلاتے ۔

ہماری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ تم اپنی بکریاں ان چراگاہوں میں کیوں نہیں چراتے جس چراگاہ میں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں؟ حالانکہ وہ اتنا نہیں جانتے کہ ہمارے گھر یہ خیر و برکت کہاں سے آتی ہے ۔ یہ تو صرف میں جانتی تھی کہ یہ برکتیں اور رحمتیں صرف اور صرف حضور علیہ السلام کی طفیل ہے ۔

آخر انھوں نے اپنی بکریاں ہماری بکریوں کے ساتھ چرانی شروع کر دیں اللہ رب العزت نے ان کے اموال اور ان کی بکریوں میں بھی آپ کے طفیل برکتیں عطا فرما دیں ۔ اور ہمارے گھر رب قدوس نے کی اس قدر رحمتیں کیتی

ہوتی گئیں کہ ہم ہر لحاظ سے اپنی قوم میں مکرم و معظم ہو گئے اور ہمیں یقین کامل تھا کہ یہ سب سرتمیں برکتیں اور رحمتیں آپ ہی کے دم قدم سے ہیں۔

چاند کا رقص

حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ سرورِ کونین علیہ السلام چند ماہ کے تھے میں نے ایک رات عجیب منظر دیکھا۔ آسمان کی چھت ستاروں سے بھری ہوئی تھی چاند نور سے دنیا کو منور کئے ہوتے تھا۔ سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پنگھوڑے میں میں لیٹے ہوتے ہیں میں نے دیکھا کہ آپ کا ہاتھ مبارک جس طرف بھی اٹھتا چاند بھی ادھر ہی پھر جاتا تھا سبحان اللہ۔

امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پہ کھلونا نور کا

ایک پنجابی شاعر اس کو اس طرح بیان کرتا ہے ؎

پنگھوڑے چہ جدسوہنا انگلی ہلاوے۔
تے چن اودی انگلی تے نچ نچ وکھاوے۔
نے پارے دے وانگوں پیا دوڑ لاوے
جدھر گلی والے دا فرمان ہوندا

حلیمہؓ کا گھر بقعۂ نوری بن گیا

حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں جب سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لاتے ہمیں چراغ کی ضرورت ہی نہ رہی بلکہ آپ کے نور اقدس سے سارا گھر بقعہ نوری بن گیا ایک دن ہماری ایک پڑوسن ام خولہ سعدیہ نے کہا۔ اے حلیمہؓ کیا تم اپنے گھر میں ساری رات آگ روشن رکھتی ہو تو میں نے جواب دیا کہ

لَا وَاللّٰہِ لَا اُوْقِدُ نَارًا وَلٰکِنَّہٗ نُوْرُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نہیں اللہ کی قسم میں تو آگ روشن ہی نہیں رکھتی ولیکن یہ نور اور روشنی نور مجسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔

محفل میلاد پر خوشی منانا جائز ہے

حضرات گرامی قدر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نور سے صرف حلیمہ سعدیہ کے گھر ہی کو منور نہیں فرمایا بلکہ تمام عالم آپ کے نور سے بقعہ نور بن کر چمک اٹھے بقول شاعر ے

دو جگ دے وچ ہوتے اجالے
آئے محمد رحمتاں والے
رحمتاں والے بخششاں والے
آئے محمد رحمتاں والے

اکیلی حلیمہؓ ہی مستفیض نہیں ہوئی بلکہ سب کے سب آپ کی رحمتوں اور

سے نوازے گئے ہیں۔ اپنے تو رہ گئے ایک طرف اگر غیروں نے بھی آپ کی آمد یعنی میلادِ مصطفےٰ پر خوشی کا اظہار کیا ہے تو ان کو بھی آپ کی رحمتوں مہربانیوں برکتوں سے حصہ ملا ہے مثلاً ابولہب کافر نے میلاد مصطفےٰ کی خوشی میں اپنی لونڈی کو آزاد کیا۔ جب اس نے ابولہب کو حضور علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبری سنائی اب ابولہب کے مرنے کے بعد اسکو خواب میں دیکھا۔ اس سے پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ ابولہب نے کہا کہ جہنم میں ہوں مگر اتنا ہے کہ ہر پیر وار کو رات کے وقت مجھ پر کچھ عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اور اپنی دو انگلیوں سے کچھ ٹھنڈا پانی پی لیتا ہوں جن کے اشارہ سے ثُوَیبہ لونڈی کو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری سنانے پر آزاد کر دیا تھا۔

اس کے تحت علامہ ابنِ جوزی محدث المیلاد النبوی میں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ،اثبت من السنہ۔ علامہ ملا کاشفی معارج النبوہ میں۔ علامہ قسطلانی زرقانی علی المواہب میں لکھتے ہیں جب کہ اس ابولہب کافر کو جس کی مذمت قرآن میں آتی اس خوشی کا صلہ ملا جو اس نے میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مسرت کا اظہار کیا تھا۔ تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو امت محمدیہ میں ہو کر آپ کی پیدائش کی خوشی کرتے ہیں یعنی میلاد مصطفےٰ کرتے ہیں اور آپ کی محبت میں جتنا ہو سکتا ہے خرچ کرتے ہیں۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم۔ یقیناً خدائے کریم کی طرف سے اس کی یہی جزا ہوگی کہ وہ اپنے عام فضل و کرم سے جنت کے باغوں میں داخل فرمائیں گے اور ہمیشہ سے ہی مسلمان حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت کے مہینہ میں محفلیں میلاد کی کرتے ہیں اور کھلانے شیرینی

وغیرہ پکا کر اس مہینہ کی راتوں میں طرح طرح کے تحفہ جات خوب تقسیم کرتے ہیں
اور ان لوگوں پر اس عمل کی برکت سے ہر قسم کی برکتیں ظاہر ہوتی ہیں اس
محفل میلاد کے خصوصی مجربات میں سے یہ ہے کہ وہ سال بھر تک امان پاتے
ہیں اور حاجت روائی مقصود بر آنے کی بڑی بشارت ہے پس اللہ تعالےٰ اس
شخص پر بے پایاں رحمتیں نازل فرماتے جس نے میلادِ مبارک کے دِن کو عید بنایا
تاکہ جس کے دِل میں روگ اور عِناد ہے وہ اس میں اور سخت ہو

حضرات گرامی قدر علامہ قسطلانی کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ ماہ ربیع الاول شریف میں
میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنا۔ کھانے پکانا۔ شیرینیاں تقسیم کرنا۔ جلوس نکالنا
جھنڈیاں لگانا۔ خوشبو ملنا۔ خوشی و مسرت کا اظہار کرنا۔ بدعت و حرام نہیں بلکہ
ہمیشہ سے اہل اسلام کا طریقہ رہا ہے۔ اور جو شخص میلاد پاک کی رات کو عید مناتا
اور محفل شریف کرتا ہے اس کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔

اور اس پر رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور یہ سب کچھ اس کے لئے سخت
مصیبت ہے جس کے دِل میں مرض عناد ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت صدقہ
اپنے محبوب علیہ السلام کا ہم سب کو حسد۔ بغض۔ عناد۔ بے ادبی سے بچاتے
آمین۔ میلادِ مصطفےٰ پر ہر طرح خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ اور تمام
مسلمانوں کو اس ماہ مبارک کے صدقہ ابدی خوشیوں سے نوازے آمین
فالحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم۔

پہلا حصہ ختم ہوا

۱۰/۱/۸۱